دوماہی

مجلہ

راہِ سنّت

لاہور

مسلکِ اہل السنّت والجماعت کا ترجمان

مدیر

مناظرِ اہل سنت

مولانا محمد حماد نقشبندی

شہرت کے طالب

عبارات اکابر پر تنقید کا جائزہ

[illegible]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا مسلک

تبلیغی نصاب پر اعتراض کا جائزہ

ناشر: انجمن اہلِ السنت والجماعت

انجمن کے مقاصد

۱۔ مسلمانوں میں اخوت اسلامی اور دینی جذبہ پیدا کرنا۔

۲۔ توحید وسنت کو زندہ کرنا، شرک وبدعات، غیر اسلامی رسم ورواج نیز دیگر فواحش ومنکرات کو مٹانا

۳۔ انکار ختم نبوت اور انکار حدیث جیسے عظیم فتنوں سے مسلمان بھائیوں کو بچانا۔

۴۔ نوتعلیم یافتہ حضرات کے دل ودماغ کو مستشرقین کے پھیلائے ہوئے زہریلے اثرات سے محفوظ رکھنا۔

۵۔ مقام صحابہؓ سے لوگوں کو روشناس کرانا، نیز ان کے معیار حق ہونے کے عقیدے کو مسلمانوں کے قلوب واذہان میں راسخ کرنا

۶۔ عوام کو صحیح طور پر مسلک اہل سنت والجماعت سے متعارف کراتے ہوئے اپنے عقائد واعمال کو اس کے مطابق ڈھالنے کی تلقین کرنا۔

۷۔ مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہؒ اور ان کے بعد پیدا ہونے والے مسلک اہل السنت والجماعت کے دیگر جید اساطین علم وفضل کی زندگیوں سے عوام کو آگاہ کرنا جن کی ملی، ملکی، سیاسی اور مذہبی خدمات پر پاک و ہند کا کوچہ کوچہ گواہ ہے۔

۸۔ دینی تعلیم وتبلیغ کو عام کرنا اور اس سلسلے میں اردو کا ایک مخصوص دینی نصاب پڑھانا۔

۹۔ ایک ایسی لائبریری کا قیام جس میں حدیث، تفسیر، فقہ، عقائد، سیرت، تاریخ اور سوانح بزرگان سلف کی کتب کا ذخیرہ فراہم ہوتا کہ ہر شخص کے لیے ان کتب کا مطالعہ آسان ہو سکے۔

۱۰۔ انجمن کی رکن سازی، بالخصوص تعلیم یافتہ حضرات کو انجمن کا رکن بنا کر رشد وہدایت اور تعلیم وتبلیغ کے لیے تیار کرنا

۱۱۔ فرق باطلہ کے دجل وفریب اور ان کے اضلال وتضلیل سے مسلمان بھائیوں کو بچانا۔

۱۲۔ ایسی کتب کی نشر واشاعت کرنا جو انجمن کے مقاصد پورا کرنے میں مدد ومعاون بن سکیں۔

مجلہ طلب کرنے کے لیے پتے

☆ نجیب اللہ عمر (کراچی) 0333-4725175 ☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور 042-7232536

☆ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا 048-3881487 ☆ دار الکتاب اردو بازار لاہور

☆ ادارۂ اسلامیات انارکلی لاہور ☆ مولانا ابوایوب قادری صاحب (نیا شہر جھنگ) 0306-8098788

☆ حضرت مولانا رب نواز حنفی صاحب (کراچی) 0323-2873352

دوماہی مجلہ لاہور

راہِ سنت

مسلکِ اہل السنت والجماعت کا ترجمان

شمارہ نمبر ۳



بیاد
فاتح بریلویت حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رح

بدعا
امام اہل السنۃ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رح

بطرز
حضرت مولانا قاری عبدالرشید رح

زیرِ نگرانی
متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مدیر
مناظر اہل السنۃ مولانا محمد حماد نقشبندی

نائب مدیر
مولانا فیاض طارق

مجلس مشاورت
مولانا منیر اختر
مولانا حفیظ اللہ
مولانا عزیز الرحمن
مولانا فاروق محمد
مولانا دین محمد
مولانا ابو ایوب

ناشر: انجمن اہل السنت والجماعت

دیکھئے اس شمارے میں

سالانہ زرخرید 140 روپے

قیمت فی شمارہ 20 روپے

رسالہ منگوانے اور لگوانے کیلئے رابطہ نمبر مولانا محمد فیاض طارق مدظلہ 0301-3908336

انجمن اہل السنت والجماعت

جامع مسجد تقویٰ اعوان مارکیٹ گلی نمبر 6 نزد چونگی امرسدھو لاہور

درس قرآن

از افادات مولانا منظور احمد نعمانیؒ

وما یعلم جنود ربک الا هو (مدثر پ۲۹)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں

ونمید اند لشکر پروردگار ترا مگر او تبارک وتعالی

(فتح الرحمن)

اور حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں۔

اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکر مگر وہی۔ (امام التراجم)

اس آیت کا شان نزول جو امام ابن جریر اور علامہ بغوی وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ اور قتادہ وغیرہ کی روایت سے نقل کیا ہے یہ ہے کہ جب اسی سورت کی پہلی آیات میں جہنم کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بتلایا گیا کہ۔

علیها تسعة عشر۔

اس پر خدا کی طرف سے انیس فرشتے مسلط ہیں۔ تو ابو جہل وغیرہ بعض احمق اور سرکش کافروں نے کہا کہ انیس سے نبٹ لینا تو کچھ مشکل نہیں ہے ہم بہت آسانی سے ان سے نبٹ لیں گے تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ جن میں پہلے تو یہ بتلایا گیا کہ یہ انیس تم جیسے انسان نہیں ہیں کہ ان سے نبٹنا آسان ہو بلکہ وہ فرشتے ہیں جن میں سے ایک ایک زمین کے تختہ کو الٹ سکتا ہے پھر خاص انیس کے عدد کی حکمت کی طرف اشارہ کیا گیا پھر اس آیت میں بتلایا کہ یہ مت سمجھو کہ اللہ کے پاس بس یہ ہی انیس فرشتے ہیں بلکہ اس کا لشکر اتنا کثیر ہے کہ اس کا، خدا کے سوا کسی کو علم بھی نہیں۔

چنانچہ امام بغویؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

مقاتل نے کہا ہے کہ یہ ابوجہل کی بات کا جواب ہے اس نے کہا تھا کہ کیا محمد ﷺ کے بس انیس ہی مددگار ہیں اور عطا کہتے ہیں کہ مطلب آیت کا یہ ہے کہ فرشتوں کے جو لشکر اہل دوزخ کی عذاب دہی کے لئے خدا نے پیدا کئے ہیں ان کی شمار کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں یعنی جہنم کے داروغہ اگرچہ انیس ہی ہیں لیکن ان کے ماتحت یا مددگار فرشتوں کے جو لشکر ہیں وہ تو اتنے ہیں کہ خدا کے سوا کسی دوسرے کو ان کی خبر ہی نہیں۔

(معالم التنزیل ص ۱۴۸ ج ۷)

اور اسی کے قریب علامہ علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے ملاحظہ ہو۔ تفسیر خازن ص ۱۴۸ ج ۷ اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لشکروں کی شمار اور ان کی کثیر مقدار کا کسی کو علم نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۱۱۵ ج ۱۰)۔

علامہ نسفی حنفی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں ارقام فرماتے ہیں۔

اور تمہارے پروردگار کے لشکروں کی تعداد کو ان کے بے انتہا کثرت کی وجہ سے بجز اس کے کوئی بھی نہیں جانتا پس اس کے لئے انیس کو پورے بیس کر دینا کچھ مشکل نہ تھا لیکن اس خاص عدد میں اس کی کوئی خاص حکمت ہے جس کو تم نہیں جانتے۔

(تفسیر مدارک التنزیل ص ۲۳۳ ج ۴)

اور امام رازیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں چند وجوہ لکھے ہیں جن میں سے پہلی وجہ جو ان کے نزدیک راجح ہے یہ ہے کہ۔

قوم نے انیس کے اس عدد کو جب قلیل سمجھا تو اللہ تعالے نے فرمایا کہ تمہارے پروردگار کے لشکروں کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سو بے شک یہ تو انیس ہی ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک کے ساتھ مددگار اور لشکر ہیں جن کی شمار کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(تفسیر کبیر ص ۲۰۷ ج ۸)

اگرچہ یہ آیت کریمہ اپنے مضمون کے لحاظ سے بالکل واضح ہے مگر ہم نے اپنے التزام کے مطابق

چند مفسرین کی عبارات نقل کر دیں جو اس پر متفق ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالی کے عساکر بالخصوص ملائکہ کی تعداد کا علم اللہ عزوجل کے سوا کسی کو نہیں ۔حالانکہ یہ جنود الہی بھی ما کان و ما یکون (علم غیب) میں سے ہیں پس یہ آیت کریمہ اس کی صریح دلیل ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی جمیع ما کان و ما یکون کا علم تفصیلی محیط (یعنی علم غیب) حاصل نہ تھا۔

اللہ کی شان ہے کہ یہی مضمون ایک جگہ اسی آیت کریمہ کے حوالہ سے مدعیان علم جمیع ما کان و ما یکون کے راس ورئیس جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی کی زبان سے بھی نکل گیا ہے چنانچہ آپ کے ملفوظات حصہ چہارم کے ص ۹ پر آپ کا ایک ملفوظ درج ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

زمین سے سدرۃ المنتہی تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے اس سے آگے مستوی۔اس کے بعد اللہ جانے۔اس سے آگے عرش کی ستر ہزار حجاب ہیں ہر حجاب سے دوسرے حجاب تک پانچ سو برس کا فاصلہ اور اس سے آگے عرش اور ان تمام وسعتوں میں فرشتے بھرے ہیں۔حدیث میں ہے آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں فرشتہ نے سجدے میں پیشانی نہ رکھی ہو۔فرمایئے کس قدر فرشتے ہیں فما یعلم جنود ربک الاھو۔اور تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(ملفوظات حصہ چہارم)

درج بالا حوالوں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ہر شئے کا علم صرف اللہ کو ہے بریلوی حضرات کے بقول اگر نبی علیہ السلام کو بھی ہر شے کا علم ہوتا تو اللہ تعالی یہ نہ فرماتے کہ اس کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔المفسرین بھی یہ نہ لکھتے پس واضح ہو گیا کہ ہر شے کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔

اهم اعلان

حسب سابق اس سال بھی ان شاء اللہ 10 دسمبر 2009ء بروز جمعرات بعد از نماز مغرب 6 بجے تا 9 بجے تک ہفتہ وار **"عقیدہ توحید وسنت کورس"** کا آغاز ہوگا۔

رابطہ: 0301-3908336

درس حدیث

از افادات مولنا منظور احمد نعمانی

عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہوسلم قال لقیت لیلۃ اسری ابی ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ علیھم السلام فتذاکروا امر الساعۃ فردوا امرھم الیٰ ابراھیم فقال لا علم لی بھا فردوا امرھم الی موسیٰ فقال لا علم لی بھا فردوا امرھم الیٰ عیسیٰ فقال اما اجبتھا فلا یعلم بھا احد الا اللہ تعالی ۔الخ۔

(اخرجہ سعید بن منصور و احمد ابن ابی شیبہ و ابن ماجہ و ابن جریر و ابن المنذر والحاکم و صحیحہ و ابن مردویہ والبیھقی فی البعث والنشور ۔

(در منثور ص ۳۴. ص ۱۵۲ ج ۴)

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا شب معراج میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام وموسیٰ وعیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی تو وقت قیامت کا ذکر آ گیا۔ پس پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر یہی سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔انہوں نے بھی فرمادیا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر یہی سوال حضرت موسیٰ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔انہوں نے بھی فرمادیا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر یہی سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا آپ نے فرمایا کہ اس کے وقوع کے وقت کی خبر تو اللہ تعالی کے سوا کسی کو بھی نہیں ۔(الخ)

بظاہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی پر سلسلہ سوال کے ختم ہو جانے اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس سوال کے پیش نہ ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ کے جواب کے بعد سوال کی گنجائش ہی نہیں رہی کیوں کہ انہوں نے حضرت ابراہیم و جناب موسیٰ علیہ السلام کی

طرح صرف یہی نہیں فرمایا کہ ''مجھے اس کا علم نہیں'' ۔ بلکہ انہوں نے جواب دیا کہ ''اس کے وقوع کے وقت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں ۔'' اور ظاہر ہے کہ ایک اولوالعزم پیغمبر جب اپنی پیغمبرانہ ذمہ داری کے ساتھ یہ فرما دے تو آگے سوال کی ضرورت بلکہ گنجائش بھی نہیں رہتی ۔ اس لئے آنحضرت ﷺ سے سوال نہیں ہوا یا یوں سمجھ لیجئے کہ حضور ﷺ کی طرف سے بھی وہی جواب سمجھ لیا گیا۔

نیز یہ کہ حضرت عیسیٰ (علی نبینا وعلیہ السلام) کو قیامت کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے کہ وہ اس سے کچھ ہی پہلے دجالی فتنہ کے استیصال کے لئے تشریف لائیں گے ۔ اور اسی لحاظ سے وہ اس کی قریبی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں جیسا کہ قران مجید میں بھی اس کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔

وانه لعلم للساعة۔

پس اگر وقت قیامت کا علم کسی مخلوق کو دیا گیا ہوتا تو بہت زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیا جاتا پس جب انکو بھی نہیں دیا گیا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ کسی کو عطا ہی نہیں فرمایا۔ تو ممکن ہے کہ اس حیثیت سے بھی ان کے جواب کو آخری سمجھا گیا ہو واللہ اعلم ۔

پھر یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ اگر چہ اس آسمانی مجلس میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ سوال پیش نہیں ہوا۔ اور اس واسطے وہاں حضور ﷺ نے اس کے متعلق اظہار خیال نہیں فرمایا ۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب ہی آخری جواب سمجھ لیا گیا۔ لیکن جب بعد میں صحابہ کرام کے سامنے حضور نے اس واقعہ کو نقل فرمایا اور حضرت عیسیٰ کے جواب اما وجبتها فلا يعلم بها احد الا الله تعالیٰ کو بلا کسی استثناء اور استدراک کے ذکر فرمایا تو گویا حضور ﷺ کی طرف سے بھی اس جواب پر مہر تصدیق ثبت ہو گئی ۔ اور اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان چاروں جلیل القدر اور عظیم الشان پیغمبروں نے اس عقیدہ پر اجماع اور اتفاق فرمایا کہ قیامت کے وقت خاص کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ۔ امام الحدیث والتفسیر حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بے نظیر تفسیر میں اسی جلیل القدر حدیث کو امام احمد کی سند سے نقل فرمانے کے بعد ارقام فرماتے ہیں ۔ پس یہ اکابر اور خدا کے اولو العزم رسول ان کو بھی قیامت کے وقت معین کا علم حاصل نہیں ہے ۔ (الحدیث)

نالہ ءدل

الحمد لله و كفى وسلام على عباده الذين اصطفى امابعد!

زندگی دھیرے دھیرے اپنی منزل کی طرف رواں ہے۔ جولمحات گزر گئے ماضی کا حصہ بن گئے وقت لمحہ بہ لمحہ ہم سے رخصت ہوتا جارہا ہے اور محترم قارئین۔ یہ ہماری قسمت کہ ہم اس زمانے میں جی رہے ہیں جو کریم آقا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتلائی ہوئی علامات کے مطابق بظاہر امت کا آخری زمانہ معلوم ہوتا ہے حق و باطل کی وہ کشمکش جو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے شروع ہوئی عروج کی طرف جارہی ہے مگر میں اور آپ کیا کر رہے ہیں؟

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اس امت میں بھی ویسا ہی ہو رہا ہے جیسے پچھلی امتوں کے ساتھ ہوا۔ پچھلی امتیں بھی اللہ کے نیک بندوں کے جانے کے بعد آہستہ آہستہ بزرگ پرستی کی راہ پر چلتے ہوئے قبر پرستی اور پھر بت پرستی میں مبتلا ہوئیں اس امت میں بھی ایسا ہی ہو رہا ہے اور بقول حضرت شاہ ولی اللہ ؒ کسی نے مشرکین عرب کا نمونہ اس دور میں دیکھنا ہو تو قبروں اور مزاروں پر دیکھ لے (فوز الکبیر) موجودہ دور میں قبر پرستی کا ایک تازہ شاہکار اہل بدعت کی طرف سے الدلائل القویہ رسالہ ہے جو تعظیمی سجدے کا جواز ثابت کرنے کے لئے لکھی گئی ہے فیا اسفاہ حالانکہ سجدہ تعظیمی بھی صرف اللہ کے لئے جینا بھی اسی کے لئے مرنا بھی اسی کے لئے مگر عقلوں اور دلوں پر کیا پر دے پڑ گئے کہ انسانوں کو ہی سجدے۔۔۔۔۔ نہ صرف سجدے بلکہ نہ کرنے والوں کو وہابی کہہ کر بدنام کیا جائے افسوس صد افسوس۔

جو چاہے آپ کا ''حسن'' ''کرشمہ ساز'' کرے

محترم قارئین آپ ہی سوچیئے کہ اللہ جل شانہ کو کتنا پیار آتا ہوگا اپنے ان بندوں پر جو توحید پھیلانے کی خاطر پیارے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت زندہ کرنے کی خاطر اس گئے گزرے دور میں کوشش کر رہے ہوں گے۔ تو دیر کا ہے کی آگے بڑھیئے۔ پختہ عزم کیجئے کہ میری زندگی کا

مقصد توحید کو پھیلانا شرک کو مٹانا پیارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت کو زندہ کرنا، بدعت کو بھگانا ہے ۔کیا عجب یہی بخشش کا ذریعہ بن جائے۔

تمام قارئین سے درخواست ہے کہ وطن عزیز کی سلامتی کے لئے اور امن وامان کے لئے خصوصاً دعائیں فرمائیں ائمہ حضرات اگر ہمت کرسکیں تو قنوت نازلہ کا فجر کی نماز میں اہتمام فرمائیں اللہ اس ملک کی حفاظت فرمائے اور دشمن کی سازشوں کو ناکام کریں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

ایک اہم اعلان

چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر احیائے توحید اور احیائے سنت کی کوششیں انجمن ارشاد المسلمین کی بجائے آئندہ انجمن اہل السنہ کے پلیٹ فارم سے ہوں گی۔ انجمن ارشاد المسلمین کا نام تبدیل کر کے اب انجمن اہل السنہ رکھا جارہا ہے ان شاء اللہ آئندہ سے تمام پروگرام اور بیانات اسی نام کے تحت ہوں گے

از محمد حماد نقشبندی

مدرس جامعہ مظاہر العلوم آرائے بازار لاہور

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ اور عشق رسول ﷺ

مولانا عبداللہ صدر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ حج کو تشریف لے گئے تو دیار حبیب ﷺ میں جوتا پہن کر چلنا گوارا نہ کیا۔ حضرت کے رفیق سفر حکیم منصور علی خان مرحوم آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب منزل بمنزل مدینہ شریف کے قریب ہمارا قافلہ پہنچا جہاں سے روضہ پاک صاحب لولاک نظر آتا تھا۔ فوراً جناب مولانا مرحوم نے اپنی نعلین (جوتے) اتار کر بغل میں دبالیں اور اور پابرہنہ چلنا شروع کیا۔ مولانا مرحوم مدینہ منورہ تک کئی میل آخر شب تاریک میں اسی طرح چل کر پابرہنہ پہنچ گئے۔

(ملخصاً سوانح قاسمی جلد سوم ص ۶۰، ۶۱)

حضرت مدنی رحمہ اللہ اسی مبارک سفر کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ جناب مولانا نانوتوی رحمہ اللہ چند منزل برابر اونٹ پر سوار نہ ہوئے حالانکہ اونٹ ان کی سواری کا موجود تھا اور خالی رہا۔ اور پیر میں زخم پڑ گئے تھے۔ کانٹے لگتے تھے۔ پتھروں نے ٹھکرا ٹھکرا کر پاؤں کا حال دگرگوں کر دیا تھا۔

(الشہاب الثاقب ص ۵۰)

سرکار دو عالم ﷺ کے قبہ مبارک کا رنگ سبز ہے اس لئے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے اپنی ساری عمر میں سبز رنگ کا جوتا نہیں پہنا۔ حالانکہ کیمخت کا جوتا بہت پسند کیا جاتا تھا اور عقیدت مند لوگ شوق و محبت سے ایسے جوتے بنوا کر کبھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے تھے لیکن آپ پھر بھی نہ پہنتے تھے۔ اس عاشقانہ اداء کو بھی حضرت مدنی رحمہ اللہ نے الشہاب الثاقب میں بیان فرمایا ہے۔

آپ نے اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی زیر قیادت ۱۸۵۷ء کو انگریزوں سے جہاد کیا تھا اور شاملی کی مشہور لڑائی میں آپ کی یہ کرامت بھی ظاہر ہوئی تھی کہ آپ کو کنپٹی پر گولی لگی اور سر کو پار کر گئی کپڑے خون سے تر ہو گئے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے لپک کر زخم پر ہاتھ رکھا

پھر دیکھا گیا تو زخم کا کہیں نشان نہ ملا۔ جب مجاہد علماء کی پکڑ دھکڑ شروع ہوئی تو آپ کی گرفتاری کے بھی وارنٹ جاری ہوئے۔ خداما اور متوسلین کے بہت زیادہ اصرار پر آپ ایک مکان میں روپوش ہوئے اور تین دن کے بعد پھر کھلے بندوں چلنے پھرنے لگے۔ لوگوں نے پھر روپوشی کے لئے بمنت عرض کیا تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تین دن سے زیادہ روپوش ہونا سنت سے ثابت نہیں۔

''جناب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے وقت غار ثور میں تین دن ہی روپوش رہے ہیں''۔

(سوانح قاسمی جلد دوم ص ۱۷۳)۔

آپ حج کو جاتے ہوئے منجلاسہ (ضلع انبالہ) کے ایک باکمال بزرگ راؤ عبداللہ شاہ رحمہ اللہ کو ملنے کے لئے تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ ''حضرت میرے لئے دعا فرمایئے'' اس پر راؤ عبداللہ شاہ رحمہ اللہ نے فرمایا۔ ''بھائی میں تمہارے لئے کیا دعا کروں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں دونوں جہان کے بادشاہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بخاری پڑھتے ہوئے دیکھا ہے'' (ارواح ثلاثہ ص ۱۹۳)۔ آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے عشق و محبت میں چند قصیدے بھی لکھے ہیں جو قصائد قاسمی میں چھپے ہوئے موجود ہیں ان کے کچھ اشعار ملاحظہ فرمایئے۔

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اس کی
کہ جس پہ ایسا تیری ذات خاص کا ہو پیار
جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو
نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
گرفت ہو تو تیرے اک بندہ ہونے میں
جو ہو سکے تو خدائی کا اک تیری انکار
بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال

بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار
جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوت کے
کریں ہیں امتی ہونے کا نبیﷺ اقرار
لگاتا ہاتھ نہ پتلے کو بو البشر کے خدا
اگر ظہور نہ ہوتا تمہارا آخر کار
امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار
جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب میرے
کہ میں ہوں اور سگان حرم کے تیرے قطار
اڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ
کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار
ولے یہ رتبہ کہاں مشت خاک قاسم کا
کہ جائے کوچہ اطہر میں تیرے بن کے غبار
مگر نسیم مدینہ ہے گرد باد بنا
کشاں کشاں مجھے لے جا جہاں ہے تیرا مزار
غرض نہیں مجھے اس سے بھی کچھ رہی لیکن
خدا کی اور تیری الفت سے میرا سینہ فگار
لگے وہ تیر غم عشق کا مرے دل میں
ہزار پارہ ہو دل خون میں ہوں سرشار

گستاخ کون؟

ازقلم مناظر اہل السنۃ مولانا رب نواز حنفی
امیر انجمن دعوت اہل السنۃ والجماعۃ کراچی

ذہن نشین رہے کہ نبوت ورسالت کا مقصد اللہ تعالی کے پیغام کو دنیا تک پہنچانا ہے اور وہ پیغام رساں نفوس اللہ کے وہ محبوب بندے ہوتے ہیں جو کائنات اور مخلوقات میں سب سے افضل اعلی و ارفع ہوتے ہیں۔

لہذا ان کے بارے میں عقیدے کا صحیح ہونا اسلام میں توحید کے بعد سب سے اہم ہے اگر ان کے بارے میں عقیدہ غلط ہو تو کوئی عمل کوئی نیکی کار آمد نہیں اور نہ ہی ایسا شخص خود کو مسلمان کہلانے کا حقدار ہے۔

محترم قارئین۔ مختصر انداز میں بریلوی مکتب فکر کے مسلم علماء کی کتب سے ہم ان کے چند عقائد پیش کرتے ہیں۔ اگر آپ اپنے ذہن وفکر پر خود مختار ہیں تو ایسے لوگوں کے بارے میں فیصلہ کرنے سے آپ کو کوئی بیرونی دباؤ روک نہیں سکے گا۔ بریلوی مسلک کے اعلی حضرت احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں۔

روئے یوسف سے فزوں تر ہے حسن روئے شاہ
پشت آئینہ نہ ہو انباز روئے آئینہ

حدائق بخشش ص ۶۴ حصہ سوم

پیران پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے فضائل وکمالات اپنی جگہ لیکن حسن نبوت کے مقابل انہیں لا کھڑا کرنا اور ان کے حسن کو آئینہ کے چہرے سے مثال دینا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرے کو آئینہ کی پشت کہنا اور پھر یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کا چہرہ حضرت

یوسف علیہ السلام کے چہرے سے زیادہ روشن ہے یہ اسلامی عقیدے سے سراسر متصادم سوچ ہے۔
مولوی حسن رضا برادر مولوی احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں۔

عجب کرم ہے خود مجرموں کے حامی ہیں
گناہ گاروں کی بخشش کرانے آئے ہیں

تنقیدات ص ۳۸

جناب رسول اللہ ﷺ کو ''مجرموں کا حامی'' کہنا کسی مسلمان شاعر کا کام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مفتی اقتدار نعیمی بریلوی شعر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں مجرم کی حمایت تو واقعی خود جرم ہے کیونکہ حمایت کا معنی تائید کرنا اور جرم کو اچھا کہنا جو بدترین جرم ہے۔

تفسیر نعیمی ص ۸۶۲ ج ۱۶۔ (صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد گجراتی)

بریلوی مسلک کے حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی صاحب لکھتے ہیں

نبی کا نبوت سے پہلے معصوم ہونا ضروری نہیں۔

تفسیر نورالعرفان ص ۱۶۴۔

دوسری جگہ یہی مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیاء کرام کفر و شرک اور عمداً گناہ کبیرہ اور ایسے ہی گناہ صغیرہ سے ہمیشہ معصوم رہتے ہیں جو نبوت کی شان کے خلاف ہیں ہاں خطاء یا بھول کر ایسا صغیرہ گناہ سرزد ہو سکتا ہے۔

تفسیر نعیمی ص ۶۲ ج ۱ مکتبہ اسلامیہ

ایک اور جگہ یہی مولوی صاحب لکھتے ہیں۔
بھولنا اور خطاء انبیاء سے سرزد ہو سکتی ہے۔

تفسیر نعیمی ص ۲۳۳ ج ۱ جاء الحق ص ۳۵۰۔

ان عبارات میں انبیاء کو نبوت سے پہلے گناہ گار اور نبوت ملنے کے بعد صغیرہ گناہ کا امکان اور بھول خطا سرزد ہو سکنے کو تسلیم کرنے والے کے بارے میں فیصلہ ناظرین کے حوالے کرتے ہیں۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کے سامنے

کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

یہی بریلوی حکیم الامت صاحب آگے پیش قدمی کرتے ہوئے انبیاء سے کبیرہ گناہ کے صدور کو کس طرح تسلیم کرتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں۔

رہے گناہ ان کی تفصیل یہ ہے کہ انبیاء کرام ارادۃً گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد ہاں نسیانا خطاً صادر ہو سکتے ہیں۔

۳۹۲جاء الحق مکتبہ اسلامیہ۔

اور کفر سے محفوظ ہونا تو ہر ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اس لئے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف کفر سے معصوم مان کر باقی گناہوں کے صدور کا عقیدہ سرتاسر باطل اور غیر اسلامی ہے

انہی مفتی احمد یار صاحب کے صاحبزادہ صاحب لکھتے ہیں۔

اگر کسی بد بخت گستاخ مصنف نے یہ لکھ دیا کہ نبی گناہ کر سکتا ہے مگر کرتا نہیں تو یہ مصنف خود ابلیس وشیطان ہے نبوت کے دامن تقدیس پر کوئی داغ نہیں۔

تفسیر نعیمی ص ۹۱۶ ج ۱۶ مفتی اقتدار احمد گجراتی۔

صاحبزادہ اقتدار صاحب۔ذرا اپنے اقتدار کی لاج رکھتے ہوئے خلف الرشید سے پوچھئے کہ آپ کے ان چار فتوؤں کا مستحق کون ٹھہرا؟

کہیں آپ کے والد صاحب اس فتوے سے ڈھیر تو نہیں ہو رہے؟

اور صاحبزادہ صاحب کہیں اس فتوے کی زد میں آپ بھی تو نہیں آتے آپ نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ۔

ان کی لغزش بڑی خطاء عظیم تھی۔

تفسیر نعیمی ص ۹۲۶ ج ۱۶۔

کیا گناہ کبیرہ اور خطاءِ عظیم الگ الگ چیزیں ہیں یا ان میں صرف اتنا ہی فرق ہے جتنا

ڈیڑھ سواور ایک سو پچاس میں ہے؟

رہزنوں اور رہبروں کو غور سے پہچان کر
مولوی جی انصاف کرنا خدا کو مان کر

توضیح العبارات

(تبلیغی جماعت پر ایک اعتراض کا مدلل جواب)

سوال:۔ السلام علیکم! محترم مولانا حماد صاحب
اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتوں کی بارش کریں ہمارے علاقے میں ایک مسئلہ بنا ہوا ہے کچھ شر پسند لوگ فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں اور امت کو منتشر کرنے کیلئے ہم اہل السنت کے شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا پر کیچڑ اچھال رہے ہیں اس سلسلہ میں یہاں ایک کتابچہ تقسیم کیا گیا ہے جس کے مولف صفدر علی صابر ضلع خانیوال کے ہیں ٹائٹل پر عنوان ہے کہ قرآن اور نماز کو بکواس سے تشبیہ دینا کیسی تبلیغ کیسا اسلام ہے جناب صفدر صاحب نے فضائل اعمال کے حصہ فضائل نماز پر اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے کہ تبلیغی نصاب کی گمراہ کن عبارت کہ (نماز کا معظم حصہ ذکر ہے قرأت قرآن ہے یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہو تو مناجات یا کلام نہیں ہے ایسے ہی ہیں جیسے بخار کی حالت میں حذیان اور بکواس ہوتی ہے جو چیز دل میں ہوتی ہے وہ زبان پر ایسے اوقات میں جاری ہو جاتی ہے فضائل اعمال مطبوعہ مکتبہ امدادیہ اس عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے صفدر علی صابر نے چیلنج کیا ہے کہ یہ سوال دیوبندی تبلیغی جماعت پر تا قیام قیامت قرض رہے گا اس کتابچہ کے آخر میں خیر المدارس ملتان کا فتوی بھی شامل ہے جس میں اس عبارت کو غلط قرار دیا گیا ہے اور قائل کو توبہ کا کہا گیا ہے براہ کرم اس مسئلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں اور بریلوی حضرات کے اس اعتراض کا مدلل جواب عنائیت فرمائیں کتابچہ ساتھ بھیج رہا ہوں۔
محمد نیاز کوٹ ادو

جواب:۔
باسمہ وعو لہ سبحانہ وتعالیٰ محترم بھائی محمد نیاز صاحب، آپ کا خط مع کتابچہ ملا بندہ نے اس

کتابچہ کا مطالعہ کیا ہے جو صفدر علی صابر صاحب نے لکھا ہے کتاب پڑھتے ہوئے بے ساختہ ایک واقعہ یاد آیا ایک بریلوی جارہا تھا، راستے میں دیکھا کہ دو بندے جھگڑ رہے ہیں دونوں کے چہرے پر داڑھی ہے قریب گیا، پوچھا کہ کیوں لڑ رہے ہو ایک بولا کہ یہ کہتا ہے کہ میں یہاں مسجد نہیں بننے دوں گا (نعوذ باللہ) اور یہ زمین ہماری ہے یہ ساتھ والی زمین اس کی ہے وہ بریلوی اس دوسرے شخص سے مخاطب ہوا کہ بھائی تم اللہ کا گھر کیوں نہیں بننے دیتے وہ دوسرا بندہ بولا کہ میں سکھ ہوں یہاں مسجد نہیں بننے دوں گا اس بریلوی نے پہلے بندے سے پوچھا کہ آپ کا تعلق کس مسلک سے ہے اس نے کہا کہ میں سنی دیوبندی ہوں بس یہ سننا تھا کہ ان بریلوی صاحب کی آنکھیں ہی بدل گئیں فوراً سکھ کے ساتھ کھڑے ہو کر بولے میں اس کیساتھ ہوں مسجد نہیں بننے دوں گا۔

قارئین کرام۔ ایسے تعصب کا کیا علاج ہو اگر قارئین کو اس واقعے میں شک ہو تو براہ کرم بریلوی مسلک کے امام مولوی احمد رضا خان صاحب کی کتاب احکام شریعت اور عرفان شریعت دیکھ لیں بلکہ چند دن قبل اس سے ملتا جلتا واقعہ لاہور ہی میں پیش آیا ہے۔

اس کتابچہ میں بھی ایسا ہی تعصب نظر آیا ان بریلویوں کو کبھی یہ تو خیال نہیں آیا کہ جو بے نمازی ہیں ان کو نماز روزے پر ڈالنے کے لیئے ان کے پاس جائیں، اور دین کی طرف بلائیں مگر جو لوگ تبلیغی جماعت کی شکل میں اللہ کے دین کی محنت کر رہے ہیں ان کے خلاف ساری کوششیں ان کو یاد آئیں گی اہل باطل کا شروع سے یہی طریقہ رہا ہے نہ خود دین کا کام کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق کے ساتھ بندہ جناب صفدر علی صابر صاحب کے اس اعتراض کا جواب تحریر کرتا ہے۔

جناب صفدر صاحب نے فضائل اعمال میں درج فضائل نماز کی عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے سوال کیا ہے کہ قرآن و نماز کو بکواس سے تشبیہ دینا کیسی تبلیغ اور کیسا اسلام ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ یہ سوال دیوبندی حضرات پر تا قیام قیامت قرض رہے گا۔ یہ عاجز اپنے بزرگوں کی طرف سے نمائندگی

کرتے ہوئے الحمد للہ اس قرض کو اتار رہا ہے اور صفدر صاحب سے کہتا ہے کہ ہمت ہے تو اس تحریر کا جواب دیں۔ خود نہیں لکھ سکتے تو بے شک کسی اور سے لکھوالیں بندہ منتظر ہے

محترم قارئین! ہم آپ کے سامنے پہلے اصل عبارت لکھتے ہیں۔

قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث زکریا رحمہ اللہ فضائل نماز باب سوم ص ۳۸۳ پر لکھتے ہیں۔ ''صوفیا نے لکھا ہے کہ نماز حقیقت میں اللہ جل شانہ کے ساتھ مناجات کرنا اور ہم کلام ہونا ہے جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا نماز کے علاوہ اور عبادتیں غفلت سے بھی ہو سکتی ہیں مثلاً زکوۃ ہے کہ اس کی حقیقت مال کا خرچ کرنا ہے یہ خود ہی نفس کو اتنا شاق ہے کہ اگر غفلت کے ساتھ ہو تب بھی نفس کو شاق گزرے گا اسی طرح روزہ دن بھر کا بھوکا پیاسا رہنا، صحبت کی لذت سے رکنا کہ یہ سب چیزیں نفس کو مغلوب کرنے والی ہیں غفلت سے بھی اگر تحقق ہوں تو نفس کی شدت اور تیزی پر اثر پڑے گا

لیکن نماز کا معظم حصہ ذکر ہے قرآن قرآن ہے یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں ایسی ہی ہیں جیسے کہ بخار کی حالت میں ہذیان ہوتی ہے کہ جو چیز دل میں ہوتی ہے وہ زبان پر ایسے اوقات میں جاری ہو جاتی ہے نہ اس میں کوی مشقت ہوتی ہے نہ کوئی نفع اس لئے اگر توجہ نہ ہو تو عادت کے موافق بلا سوچ سمجھے زبان سے الفاظ نکلتے رہیں گے جیسا کہ سونے کی حالت میں اکثر باتیں زبان سے نکلتی ہیں کہ نہ سننے والا اس کو اپنے سے کلام سمجھتا ہے نہ اس کا کوئی فائدہ ہے۔

جناب صفدر علی بریلوی صاحب نے اس خط کشیدہ عبارت پر اعتراض کیا ہے کاش کہ صفدر صاحب کتابیں کھول کر خود دیکھ لیتے۔ تو ایسی جہالت کا مظاہرہ نہ کرتے۔

قارئین کرام! اس عبادت کی وضاحت سے پہلے چند امور کو سمجھ لیں۔

''ہر زبان میں بات کر و بہتر طریقے سے سمجھانے کے لئے تشبیہ کا استعمال ہوتا ہے ہم اردو زبان میں کسی کی بہادری سے متاثر ہو کر کہتے ہیں کہ فلاں آدمی شیر جیسا بہادر ہے اور فلاں ایسا خوب صورت ہے جیسا چاند جب بھی کسی چیز کو تشبیہ دی جاتی ہے (مشبہ) کسی دوسری چیز کے ساتھ (مشبہ بہ) اس میں مقصود کوئی صفت ہوتی ہے تشبیہ من کل الوجوہ نہیں ہوتی یعنی تشبیہ تمام چیزوں میں

نہیں ہوتی کسی خاص پہلو سے حوالے سے ہوتی ہے دیکھئے (مطول، مختصر المعانی، دروس البلاغہ) مثال کے طور پر جب ہم کہتے ہیں کہ زید ایسا ہے جیسے شیر تو یہ مطلب نہیں کہ جیسے شیر کی دم ہے ویسے زید کی بھی دم ہے جیسے شیر کے دانت اور شکل ہے ویسے زید کے بھی دانت اور شکل ہیں تو تشبیہ تمام چیزوں میں نہیں ہوتی بلکہ مقصود اس تشبیہ سے صرف یہ ہے کہ جیسے شیر بہادر ہے ویسے زید بھی بہادر ہے

بخاری شریف کے آغاز میں ایک حدیث مبارکہ آتی ہے جس میں وحی کی کیفیت بیان کی گئی ہے اور وحی کو تشبیہ دی گئی ہے گھنٹی سے حالانکہ دوسری احادیث میں ہے کہ جہاں گھنٹی ہو وہاں فرشتے نہیں آتے۔ مطلب یہ کہ یہ ایسی بری چیز ہے کیا بخاری شریف کی حدیث میں جو تشبیہ دی گئی ہے گھنٹی سے۔ اس سے وحی گھنٹی بن گئی؟ بالکل نہیں! بلکہ جواب یہ ہے کہ یہ تشبیہ ہے اور تشبیہ کسی وصف میں ہوتی ہے تشبیہ سے مشبہ (جس کو تشبیہ دی گئی ہو) مشبہ بہ (جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہو) نہیں بن جاتا۔ اس اصول کا بریلوی علماء کو بھی اقرار ہے تحریری مناظرہ جھنگ میں ہے۔

ہر ادنی سمجھ رکھنے والا شخص اس حقیقت سے باخبر اور آگاہ ہے کہ مثال میں صرف وجہ تمثیل کا لحاظ ہوتا ہے جملہ امور میں اشتراک نہیں ہوتا۔ (تحریری مناظرہ جھنگ ص ۵۶)

بالکل اسی طرح اس عبارت میں بھی غفلت سے نماز پڑھنے کی تشبیہ ہذیان کے ساتھ دی گئی ہے جیسا پہلے گزرا کہ تشبیہ تمام اعتبار سے نہیں ہوتی بکر کو چاند کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ بکر چاند کی طرح گول ہے اور انسان نہیں اسی طرح یہاں بھی صرف اس پہلو میں تشبیہ ہے کہ جیسے بخار کی حالت میں جب بخار دماغ کو چڑھ جائے اور بندہ ہوش وحواس کھو بیٹھے اس وقت اس کے منہ سے الفاظ نکل رہے ہوتے ہیں لیکن اس کو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اسی طرح غفلت سے نماز پڑھنے والے کو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور دل ودماغ دنیا میں مشغول ہوتا ہے یہ قطعا مراد نہیں کہ تلاوت قرآن نعوذ باللہ بکواس ہے

کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اسی طرح غفلت سے نماز پڑھنے والے کو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور دل ودماغ دنیا میں مشغول ہوتا ہے یہ قطعا مراد نہیں کہ تلاوت قرآن نعوذ باللہ۔ بکواس اور ہذیان ہے۔

قارئین خود دیکھ سکتے ہیں کہ اصل عبارت میں تشبیہ ہے جس کو ''جیسے کہ بخار کی حالت میں'' کے الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے اور یہ تشبیہ ایسی ہی ہے جیسے بخاری شریف کی حدیث میں وحی کو گھنٹی سے۔صفدر صابر صاحب کی مزید تسلی کے لئے بریلوی حضرات کے مفتی احمد یار نعیمی صاحب کے دو حوالے نقل کرتا ہوں۔صفدر صابر صاحب اور ان کے ساتھ ساتھ مولوی کاشف اقبال بریلوی صاحب اور دیگر بریلوی حضرات کو عام دعوت ہے آپ حضرات کے پاس جو جواب ان دو حوالوں کی تشبیہ کا ہے وہی جواب ہمارے پاس ہے۔

مفتی صاحب سورہ مومنون کی آیت ۹۷ کی تشریح میں لکھتے ہیں رب دعا ہے قل میں حضورﷺ کی زبان مبارک کی طرف اشارہ ہے یعنی اے محبوب دعا ہماری بتائی ہوئی ہو اور زبان تمہاری ہو کارتوس رائفل سے پوری مار کرتا ہے۔(آیت ۹۷ سورہ مومنون نورالعرفان)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

عصائے موسوی سانپ کی شکل ہو کر سب کچھ نگل گیا تھا ایسے ہی ہمارے حضور نوری بشر ہیں (مراۃ المناجیح ص ۲۱۴) بتایئے کاشف اقبال صاحب جن کو علمائے اہل سنت پر سوائے اعتراض کے کوئی کام نہیں۔ہے کوئی جواب آپ کے پاس؟

بریلوی حضرات کی مزید تسلی کے لئے چند اور حوالے بریلویوں کی مسلمہ شخصیت خواجہ شمس الدین سیالوی صاحب لکھتے ہیں

طالب صادق کو نماز میں مختصر قرآت کرنی چاہئے تاکہ وہ حضور دل کی کیفیت سے غافل نہ ہو کیونکہ حضور دل کے بغیر نماز فائدہ مند نہیں اور محض بے ہودہ حرکات کا مجموعہ ہے۔
(مرات العاشقین مترجم ص ۷۵)

کیا ہی اچھا ہو صفدر علی صابر صاحب اور کاشف اقبال ایک عدد فتویٰ اپنے ان بزرگوں پر بھی جڑ دیں۔

بریلوی مسلک کے سفیر علامہ طاہر القادری صاحب لکھتے ہیں۔

خشوع وخضوع اور حضوری قلب کے بغیر ادا کی ہوئی نماز گویا نماز کی چوری تصور کی جائے گی ایسی

نماز محض چند حرکات وسکنات کے مجموعے کا نام ہے جو اپنی حقیقی روح اور باطنی جوہر سے محروم رہتی ہے۔

فلسفہ نماز ص ۱۹

سبح سنابل میں ہے غفلت میں ذکر کرنا ذکر نہ کرنے سے بدتر ہے

اکابر صوفیاء کرام کی عبارات

پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ایک طویل حدیث مبارکہ کے ضمن میں نبی علیہ السلام کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔

والذی لا صلاۃ له هو الذی یصلی و ینقر کنقر الدیک

''وہ نمازی جس کے لئے کوئی نماز نہیں وہ ہے جو مرغ کے ٹھونگوں کی طرح (جلدی جلدی) نماز پڑھتا ہے۔''

غنیۃ الطالبین عربی اردو) ص ۲۶۱ حصہ دوم۔

دیکھئے یہاں بھی ایسے نمازی کی تشبیہ مرغ کی ٹھونگوں سے دی گئی اب بریلوی حضرات کے الفاظ میں کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ نمازی کو مرغ بنا دیا گیا؟؟؟؟ اگر یہاں تشبیہ درست تو وہاں بھی درست شیخ شہاب الدین سہروردی اپنی کتاب عوارف المعارف میں لکھتے ہیں۔

(مترجم شمس بریلوی)

''جیسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے کہ وہ کس طرح ذکر الٰہی کر سکتا ہے یعنی ایک متوالا اور مدہوش کہتا ہے اور عقل موجود نہیں ہے اور ایک غافل نماز پڑھ رہا ہے کہ اس میں بھی اس کی عقل حاضر نہیں ہے تو وہ دونوں ایک ہوئے۔

(عوارف المعارف ص ۴۸۰)

محترم قارئین درج بالا حوالہ کو دوبارہ پڑھیے حضرت سہروردی تو فرما رہے ہیں غفلت میں نماز پڑھنے والا نشے میں مدہوش کی طرح ہے بلکہ دونوں ایک جیسے ہیں اور حضرت شیخ الحدیث کی عبارت دیکھئے کیا دونوں میں کوئی فرق ہے بلکہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے تو تشبیہ دی تھی حضرت اقدس شیخ شہاب الدین سہروردیؒ تو دونوں کو ایک کہہ رہے ہیں صفدر صاحب سے گزارش ہے کہ ایک فتویٰ ادھر بھی۔

مزید لکھتے ہیں حضرت ابوالحسن علی ہجویری اپنی مشہور کتاب کشف المحجوب میں امام قشیری رحمہ اللہ کے تعارف میں لکھتے ہیں۔

از وی شنیدم که گفت مثل الصوفی کعلة ابر سام اوله هذیان و آخره سکوت .

(ص ۱۵۱ مطبوعہ تہران فارسی)

''میں نے ان سے سنا ہے کہ فرمایا صوفی کی مثال برسام کے مرض کی سی ہے اس کی ابتداء ہذیان ہے اور اس کا آخر سکوت۔''

پھر کچھ آگے اس کی مثال دیتے ہیں۔

مثال این آنست که چون موسی علیه السلام مبتدی بودهمه همتش روئت بود از همت عبارت کرد رب ارنی انظر الیک این عبارت از نایافت مقصود . هذیان نمود.

ص ۱۵۱ مطبوعہ تہران

اور اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تک مبتدی تھے ان کی تمنا یہ تھی کہ دیدار حاصل ہو اور رب ارنی انظر الیک کہہ کر تمنا کی جو پوری نہ ہوئی یہ آرزو ہذیان (کی طرح) تھا۔

ہم نے کشف المحجوب کی اصل عبارت جو فارسی زبان میں لکھی گئی تھی قارئین کے سامنے لکھ دی ہے تاکہ بریلوی یہ اعتراض نہ کرسکیں کہ یہ ترجمہ خود ساختہ ہے۔

ہم دوبارہ صفدر علی صابر بریلوی صاحب کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی زبان اور قلم کا رخ ذرا ادھر بھی کر کے لکھیں اور جرات ہے تو ان بزرگوں پر بھی فتوے لگائیں بے چارے تبلیغی جماعت کے ساتھیوں پر جو عموماً عالم نہیں ہوتے ان سے بحث کر کے اس کو مناظرے کا نام دے کر رعب کسی اور پر جمائیں۔ ہمت ہے تو میرے کسی شاگرد ہی سے مناظرہ کر کے دکھا دیں آپ کو کھلی اجازت ہے چاہے حنیف قریشی کو بلوائیں چاہے علامہ اشرف سیالوی صاحب کو الحمدللہ۔ ہمیں آپ حضرات کا یہ چیلنج قبول ہے جہاں دل چاہے آؤ مگر یاد رکھنا ہمارے اکابرین کے کفر و ایمان پر بات بعد میں ہوگی پہلے آپ کے اعلیٰ حضرت کے ایمان پر بحث ہوگی۔

ایک اور حوالہ دیکھئے یہ عاجز دوبارہ کاشف اقبال صاحب کو بھی دعوت دیتا ہے۔

شاباش ایک فتویٰ ادھر بھی ۔۔۔۔۔!

حضرت شیخ یحیٰ منیری اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ زبان کا ذکر بکواس ہے اور قلب کا ذکر وساوس۔

مکتوبات دوصدی ص۲۷۵ مکتوب ۱۶۵

حضرت شیخ دیکھیں کیا لکھ رہے ہیں اور یہی بات اگر حضرت شیخ الحدیث زکریاؒ نے لکھ دی تو وہ گستاخ (نعوذ باللہ من ذلک)

حجۃ الاسلام امام غزالی کیا فرماتے ہیں ہم ان کی نامور کتاب احیاء العلوم سے عربی متن مع ترجمہ نقل کرر ہے ہیں اور قارئین سے درخواست کرتے ہیں کہ احیاء العلوم کی اس عبارت میں اور فضائل اعمال کی معترضہ عبارت میں کیا فرق ہے ہمیں بتلا دیں امام غزالی لکھتے ہیں۔

والتحقیق فیه ان المصلی مناج ربه عز وجل کما ورد به الخبر والکلام مع الغفلة لیس بمناجاة البتة ،وبیانه ان الزکاة ان غفل الانسان عنها مثلا فهی فی نفسها مخالفة للشهرة شدیدة علی النفس وکذاالصوم قاهر للقوی کاسر لسطوة الهوی الذی هو للشیطان عدو الله فلا یبعد ان یحصل منها مقصود مع الغفلة وکذلک الحج افعاله شاقة شدیدة وفیه من المجاهده مایحصل به الایلام کان القلب حاضرا مع افعاله او لم یکن ؟اما الصلاة فلیس فیها الا ذکر وقراءة ورکوع وسجود وقیام وقعود ،فاما الذکر فانه محاورة ومناجاة مع الله عز وجل فاماان یکون المقصود منه کونه خطاباومحاورة او المقصود منه الحروف والاصوات امتحانا للسان بالعمل کما تمتحن المعده والفرج بالامساک فی الصوم وکما یمتحن البدن بمشاق الحج ویمتحن القلب بمشقة اخراج الزکاة واقتطاع المال المعشوق ولا شک ان هذا باطل فان تحریک اللسان بالهذیان ما اخفه علی

الغافل فليس فيه امتحان من حيث انه عمل ،بل المقصود الحروف من حيث انه نطق ولا يكون نطقا الا اذا اعرب عما فی الضمير ولا يكون معربا الا بحضور القلب فای سوال فی قوله اهدنا الصراط المستقيم اذا كان القلب غافلا واذا لم كونه تضرعا ودعا فای مشقةفی تحريک اللسان به مع الغفلة لا سيما بعد الاعياد

(احیاء العلوم ص ۱۹۶، ۱۹۷ کتاب اسرار الصلاۃ باب الثالث)

''بے شک نمازی اللہ عزوجل سے مناجات کرتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور ہم کلام ہونا غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا اور اس کا بیان ایسے ہے مثلاً زکوۃ اپنی ذات کے اعتبار سے (مال کا خرچ کرنا) اگر غفلت کے ساتھ بھی ہو تب بھی نفس پر شدید شاق ہے خواہش کے خلاف ہے اور اسی طرح روزہ (اگر غفلت سے بھی ہو تو) غلبہ دینے والا ہے قوی (نفس) پر اور اس خواہش نفس کی شوکت کو جو اللہ کے دشمن شیطان کا آلہ ہے توڑنے والا ہے اور اسی طرح حج کے افعال نفس پر دشوار ہیں اور حج میں مجاہدہ ہے جو تکلیف برداشت کرنے کے ساتھ حاصل ہوتا ہے چاہے قلب حاضر ہو یا نہ بہر حال نماز تو اس میں ذکر اور قراۃ اور رکوع وسجود اور قیام ہی ہے

بہر حال ذکر، وہ اللہ تعالی کے ساتھ مناجاۃ اور کلام ہے اس ذکر سے مقصود یا تو خطاب اور گفتگو کرنا ہے یا اس سے مقصود حروف اور آواز میں زبان کو عمل کے لیے آزمانے کے واسطے جیسے روزے میں معدے اور شرم گاہ کو روکنے کے ساتھ آزمایا جاتا ہے اور جیسے بدن کو حج کی مشقت کے ساتھ اور دل کو زکوۃ نکالنے اور محبوب مال کو دینے کے ساتھ آزمایا جاتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قسم باطل ہے (یعنی زبان کو حروف سے آزمانا مقصود نہیں)

کیونکہ زبان کا حرکت دینا ھذیان کے ساتھ زیادہ آسان ہے غافل پر (یعنی جیسے ھذیان میں آدمی زبان کو حرکت دیتا ہے اسی طرح غافل آدمی کے لیے بھی حرکت دینا آسان ہے) کیونکہ اس میں آزمانا نہیں ہے عمل کی حیثیت سے بلکہ مقصود حروف ہیں اس حیثیت سے کہ بولے جائیں اور نہیں بولے جاسکتے مگر جب مافی الضمیر صاف بیان کیا جائے اور وہ اظہار کرنا حضور قلب کے

ساتھ ہی ہو سکتا ہے پس ہمیں سیدھا راستہ دکھا میں کس چیز کا سوال کرو گے اگر دل غافل ہو اور ۔ ارادہ نہ ہو عاجزی اور دعا کرنے کا عادت پڑ جانے کے بعد زبان کو غفلت کے ساتھ ہلانے میں کون سی مشقت ہے۔'' خصوصاً عادت پڑنے کے بعد کسی قسم کی دشواری نہ ہوگی۔

مشہور بریلوی مناظر فیض احمد اویسی صاحب نے احیاء العلوم کا ترجمہ کیا ہے اور وہ اس عبارت

''ان تحریک اللسان بالھذیان ماأخفہ علی الغافل'' کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔

''غافل پر بکواسات سے زبان کا ہلانا نہایت سہل ہے۔''

یاد رہے کہ امام غزالیؒ غافل کی یہ مثال نماز غفلت میں پڑھنے والوں کی وضاحت میں دے رہے ہیں۔

محترم قارئین، امام غزالیؒ کا درج بالا حوالہ فیصلہ کن ہے۔ فضائل نماز کی عبارت اور امام غزالیؒ کی عبارت میں مفہوماً کوئی فرق نہیں جو مثالیں امام غزالیؒ نے دی ہیں وہی حضرت شیخ الحدیث نے دی ہیں۔ اگر صفدر صاحب، کاشف اقبال بریلوی اور غلام نصیر الدین سیالوی صاحب کو بکواس کے لفظ پر اعتراض ہے تو احیاء العلوم کے ترجمے کو جو آپ کے ہم مسلک مولوی نے کیا ہے دیکھ لیں، جس نے ہذیان کا ترجمہ بکواس سے کیا ہے۔

درج بالا تمام حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث کی عبارت میں قطعاً کسی قسم کی بے ادبی اور توہین کا شائبہ بھی نہیں اگر بریلویوں کو ہذیان کے ساتھ تشبیہ پر اعتراض ہے تو اوپر دیئے گئے کشف المحجوب کے حوالے کو پڑھ لیں۔ بمعہ نور العرفان کے حوالے کے۔ اگر بکواس پر اعتراض ہو تو امام غزالیؒ اور شیخ یحیٰ منیری کے حوالے دیکھ لیں۔ اگر نماز کی تشبیہ دینے پر اعتراض ہو تو، پیران پیر، شیخ سہروردیؒ اور خواجہ شمس الدین سیالوی کا حوالہ دیکھ لیں۔

باقی رہا خیر المدارس کا فتویٰ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مفتی کے پاس سوال ہی آدھا آئے جس کو دلیل نہیں بنا سکتے تو یہ سوال بھیجنے والے کی خیانت ہے جس کو دلیل نہیں بنا سکتے اور یہی خیانت بریلوی حضرات نے کی۔ الزامی طور پر ہم بریلوی حضرات پر اتمام حجت کے طور پر تین اہم بریلوی مدارس کے فتوے ساتھ شائع کئے دیتے ہیں جن کو یہی عبارت معترضہ جب لکھ کر بھیجی گئی بمعہ خیر المدارس کے فتوی

کے تو ان تینوں نے اس عبارت کو بالکل بے غبار قرار دیا۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے اصل عکس صرف حزب الاحناف کا دیا جا رہا ہے باقی کا نہیں۔ تینوں فتووں کی اصل ہمارے پاس محفوظ ہے۔ جن کے لئے ہم مولانا ابوایوب صاحب کے نہایت مشکور ہیں۔

بریلوی حضرات کے پاس جو جواب ان تین فتووں کا ہے وہی جواب ہمارے پاس خیر المدارس کے فتوے کا ہے۔

الحمدللہ محض اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ صفدر علی صابر بریلوی نے جو دعوی کیا تھا کہ علمائے دیوبند پر قیامت تک اس کا جواب قرض ہے محض اللہ کے کرم سے وہ قرض نہ صرف اتار دیا۔ بلکہ اب مقروض مسلک بریلویہ ہے اللھم لک الحمد کلہ ولک الشکر کلہ۔

نوٹ:۔ (یہ مضمون بطور خاص بذریعہ ٹی سی ایس صفدر علی بریلوی کو روانہ کیا جا رہا ہے تا کہ ان کو اطلاع ہو کہ اب مقروض تم ہو رسید ادارے کے پاس محفوظ ہے۔)

فتوی از مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ھو اللہ الموفق للصواب وھابی دیوبندی شر پسند لوگ ہیں فتنہ باز ہیں ان کی اپنی نماز تو عقائد کفریہ کی بناء پر ہوتی نہیں تو سنیوں کی نمازوں کو خراب کرنے کے لئے نا کام حیلے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ صورت مسئول عنھا میں سنی مولوی صاحب کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز کو غفلت کے ساتھ نہ پڑھنا چاہئے کیونکہ اس میں قرات قرآن ہے اللہ تعالی کا ذکر ہے اگر یہ چیزیں غفلت کے ساتھ ہوں تو مناجات اور کلام نہیں یہ بات مولوی صاحب کی درست ہے کہ غفلت کے ساتھ نماز نہیں ہوتی کیونکہ نماز میں قرات قرآن فرض ہے اور قرات کی تعریف فتاوی عالمگیری میں فقہاء کرام (نے) یوں فرمائی ہے حد القراۃ فنقول تصحیح الحروف امر لا بدمنہ فان صحیح الحروف بلسانہ ولم یسمع نفسہ لایجوز یعنی نماز میں قراۃ وہ معتبر ہے جس کے اندر حروف کی تصحیح بھی ہو اور خود کو بھی سنائی دے اگر حروف کی ادائیگی تو صحیح ہو لیکن خود کو آواز سنائی نہ دے تو نماز جائز نہیں اور

ظاہر ہے کہ اگر تھوڑی سی بھی غفلت ہو جائے نماز میں خیال ادھر ادھر چلا جائے تو قرات جیسے ہونی چاہیے تھی ویسی نہ پائی گئی تو نماز نہ ہوگی باقی مولوی صاحب نے جو تشبیہ دی ہے یہ کوئی ایسا جملہ نہیں بولا کہ جس سے کفر لازم آئے اور امامت کے قابل نہ رہیں کیونکہ مقصد یہ ہے کہ جب کوئی غفلت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو کیا اعتبار کہ زبر کی جگہ زیر پڑھ جائے یا پیش کی جگہ زبر پڑھ جائے کیونکہ غفلت کے ساتھ جو نماز کو ادا کر رہا ہے تو اس طرح تو معنی میں خرابی لازم آئیگی مثلاً انعمت کی جگہ انعمت پیش کے ساتھ پڑھ جائے تو مطلب ہوگا کہ اے اللہ تو نے انعام نہیں کیا میں نے انعام کیا تو اس کا غفلت کے ساتھ نماز میں یہ کہنا تو نے انعام نہیں کیا میں نے کیا گویا کہ یہ بکواس ہی کر رہا ہے کون سی سیدھی بات کر رہا ہے لہذا مولوی صاحب مذکور پر وہابی دیوبندی کا تو بہ کے وجوب کا اور نا قابل امامت کا فتوی لگانا درست نہیں مولوی صاحب مذکور امامت کے قابل ہیں ان کے پیچھے نمازیں پڑھی جائیں بلکہ وہابی دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کہ ان کی اپنی نماز بھی نہیں ہوتی دوسروں کی امامت کے قابل بھی نہیں

محمد اسلم رضوی جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد

فتوی از حزب الاحناف لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب ھوالموفق المصدق والصواب

دیوبندیوں کو اپنی کتابوں میں بھرے ہوئے کفر نظر نہیں آتے اور ہمارے لوگوں کی معمولی باتوں کو خوب اچھالتے ہیں اور اس طرح اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں صورت مذکورہ فی السوال میں صرف غفلت سے پڑھی جانے والی نماز کو جو حالت بخار میں ہذیان بکنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے تاکہ نماز کے الفاظ کو نعوذ باللہ بکواس کہا گیا اور بات سمجھانے کے لئے مثال دینا کوئی گناہ یا گمراہی کی بات نہیں ہے۔ اسی طرح تشبیہ کے اندر بھی ادنی ملابست کی وجہ سے اگر بات کی جائے تو اس کی اجازت ہے یعنی ایک فیصد بھی علاقہ پایا جائے تو تشبیہ دی جاسکتی ہے کہ ساری دنیا حضرت علی المرتضی اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما کو اسد اللہ نہیں کہتی بلکہ خود حضور علیہ السلام نے اپنی زبان حق

ترجمان سے ان کو شیر خدا فرمایا ہے تو ان کی جرات و بہادری کی وجہ سے کوئی کہے کہ شیر تو درندہ ہوتا ہے حرام ہوتا ہے جانور ہوتا ہے تو کیا نعوذ باللہ یہ صفات بھی ان ہستیوں میں ماننا پڑیں گی۔ تو ایسی سوچ حماقت ہوگی۔ اور افعال و تشبیہات میں ان تفصیلات کے اندر پڑنا اہل علم کے نزدیک جہالت ہے لہذا خطیب صاحب کی تقریر کے خط کشیدہ الفاظ پر گمراہی کا حکم اور قائل پر توبہ کا وجوب زیادتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم ورسولہ بالصواب علیہ الصلوۃ والسلام۔ کتبہ غلام حسن قادری حزب الاحناف لاہور۔

فتوی از مفتی الٰہی بخش ساجد جھنگ

بریلویوں کے مفتی اعظم جھنگ مفتی الٰہی بخش ساجد صاحب حزب الاحناف کے جواب کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو جواب تحریر ہے بالکل درست ہے۔ مفتی الٰہی بخش صاحب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ہم اہل السنۃ والجماعت حنفی بریلوی ہیں۔
ہمارے ایک مولوی صاحب نے یہ خطاب فرمایا۔

[illegible]

[illegible]

عرس کی حقیقت

مولانا محبوب عالم حزیں سابقہ بریلوی مناظر (انڈیا)

مولانا محبوب عالم صاحب جو اس تحریر کے مولف ہیں انہوں نے بریلوی مکتب فکر کی مشہور درس گاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور مدرسہ منظر حق ٹانڈہ سے تحصیل علم کے بعد اسی مکتب فکر کے بعض اہم مدارس مثلاً اظہار العلوم پرانا بازار جہانگیر گنج مدرسہ انوار العلوم اتر ولیا میں صدر مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیں ۱۹۷۴ء میں سمن پور فیض آباد انڈیا میں دیوبندی بریلوی مناظرے میں بریلویوں کی طرف سے ذمے دار مقرر ہوئے مشہور بریلوی عالم عبدالمصطفیٰ اعظمی کے ہاتھوں آپ کی دستار بندی ہوئی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی آپ کی زندگی میں انقلاب بابری مسجد کی شہادت کے بعد آیا۔ بریلوی طبقہ کی خاموشی اور اہل سنت دیوبند کی کوششوں نے آپ کو جھنجھوڑا ملی کونسل میں رہ کر علمائے اہل سنت دیوبند کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اللہ کا فضل ہوا اور آپ نے مسلک رضا خان سے بغاوت کرتے ہوئے اظہار حقیقت کا اعلان کیا اور اپنی سرگزشت خود اپنے قلم سے بنام اظہار حقیقت میں تاخیر جرم ہے کے نام سے لکھی ان کی یہ کتاب ان شاء اللہ رسالہ میں قسط وار شائع کی جائے گی۔ادارہ

عنوان مضمون

میں مدرسہ اظہار العلوم، نیا بازار، جہانگیر گنج، فیض آباد میں ۱۹۶۵ء میں زیر تعلیم تھا، اور گلستاں، بوستاں، سکندر نامہ، یوسف زلیخا و دیگر فارسی کی کتابیں پڑھ چکا تھا اور ابتدائی عربی کی کتابیں میزان، منشعب اور نحو میر، پنج گنج پڑھ رہا تھا اسی دوران کچھوچھا میں سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کا عرس شروع ہو چکا تھا اور زائرین عرس میں شرکت کو کار ثواب سمجھ کر جا رہے تھے۔ ہمارے مدرسہ میں بھی ۲۶ر۲۷ محرم الحرام کو عرس کی ''عام تعطیل'' کر دی گئی۔ چھٹی کرنے سے ایک گھنٹہ پہلے ہمارے استاذ حضرت مولانا محمد حاتم مبارکپوری نے بچوں کو اکٹھا کیا اور عرس کے فضائل اور اس کے ذریعہ حاصل

ہونے والے فیوض و برکات کا ذکر کیا اور عرس کی ابتداء کیسے ہوئی؟ بیان فرمایا۔ انہوں نے عرس کو مقدس اور بابرکت عمل بتاتے ہوئے کہا کہ جب انسان مرجاتا ہے اور دفن کردیا جاتا ہے تو دو فرشتے قبر کے اندر داخل ہوتے ہیں اور مردہ سے سوال کرتے ہیں کہ ''تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ اور سید عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ اگر مردہ ان تینوں سوالوں کے جواب ٹھیک ٹھیک دے دیتا ہے تو فرشتے اس کے لئے جنت کی کھڑکی کھول دیتے ہیں، جنت کا بستر بچھا دیتے ہیں اور اس کی قبر تا حد نگاہ چوڑی اور روشن کردیتے ہیں اور مردہ سے کہتے ہیں ''نم کنومۃ العروس'' (سو جا جیسے دلہن سوتی ہے) تو مردہ قیامت تک آرام سے اپنی قبر میں رہتا ہے فرمایا یہی ''نم کنومۃ العروس'' عرس کی بنیاد ہے۔

اس وقت چونکہ ہم بھی طفل مکتب تھے۔ بچوں کو میلے ٹھیلے کا شوق تو ہوتا ہی ہے، چند طلباء ہم اور مولانا حاتم صاحب پھوچھا عرس میں شرکت کے لئے تیار ہوئے اور وہاں پہنچ کر قبر پر فاتحہ پڑھی، قوالی سنی، سرکس دیکھا اور نیم برہنہ عورتوں کا صحن میں جمگھٹا دیکھا، وہ عجیب عجیب حرکتیں کرتی تھیں اور طرح طرح کی آوازیں نکالتی تھیں، پھر قبر پر چادروں کا جلوس دیکھا، گاگر بھرنے کا منظر دیکھا اور بعد نماز عصر موئے مبارک کی زیارت کرائی گئی۔ موئے مبارک کی زیارت کے وقت کافی ہجوم ہوتا ہے، اسی موقع پر میری گھڑی بھی چوری ہوگئی۔

اعراس میں شرکت کا سلسلہ برابر چلتا رہا اور وہاں انجام دیئے جانے والے امور پر غور کرتا رہا کہ آخر یہ سب ہے کیا؟ کسی مزار کے گرد ہفتہ میں عرس لگتا ہے، کسی مزار پر ماہانہ، کسی مزار پر سالانہ۔ مزارات کی رونق بڑھانے کے لئے آرائش و زیبائش کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ عرس کے موقعوں پر ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں یہ عرس کہیں ایک دن، کہیں دو دن، تین دن اور کہیں کہیں آٹھ آٹھ دس دس دن منعقد ہوتے ہیں۔ عرس میں عوام کو متوجہ کرنے کے لئے پوسٹروں، دعوت ناموں اور اخباروں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ عرس کے لئے سال سال بھر سے پیسے جمع کرتے رہتے ہیں، کچھ تو روزانہ شام کو دکان بند کرتے وقت روپیہ دو روپیہ، دس روپیہ حسب حیثیت عرس کے چندہ کے نام

پر ایک ڈبہ میں جمع کرتے جاتے ہیں اور عرس کی تاریخ آتے آتے اچھی خاصی رقم جمع ہو جاتی ہے

''زکوۃ فرض ہوتے ہوئے اس کے نکالنے کا وہ اہتمام نہیں کرتے جو عرس کے چندہ کا

کرتے ہیں''

عرس کے ہجوم میں ہر طرح کے لوگ ہیں، سمجھ دار، نا سمجھ، آوارہ، سیدھے سادے، بھولے بھالے، جوان، بوڑھے، معذور، بیمار، صحتمند، داڑھی والے، داڑھی منڈے، نمازی، بے نمازی، امیر، غریب، خوشحال، تنگ دست، جوان عورتیں، بوڑھی عورتیں، نقاب پوش، بے نقاب، جاہل ان پڑھ، پڑھی لکھی، مرد عورتیں دوش بدوش ہوتے ہیں۔ کندھے سے کندھا ملتا ہے، نظروں سے نظریں ملتی ہیں۔ دل سے دل ملتے ہیں، مگر عقیدت کے جوش میں ان باتوں کا کس کو ہوش ہے قبر کے پاس کی ساری فضا عود، لوبان، اگربتی اور دوسری خوشبوؤں سے معطر رہتی ہے۔ قبر پر قیمتی چادر چڑھی ہوئی ہے، جس پر سنہرے تاروں سے گلکاری کی گئی ہے۔ مزار پر پھولوں کی اتنی بہتات ہے کہ جیسے سارا گلستاں ہی الٹ دیا گیا ہے، کوئی قبر کو چومتا ہے، کوئی سجدہ کرتا ہے، کوئی قبر کے گرد چکر لگا رہا ہے، قبر کے اوپر کچھ تحریریں دھاگے سے لٹکی ہوئی ہیں۔ انہیں غور سے پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ باقاعدہ درخواستیں اور عرضیاں جو صاحب مزار کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں، کسی میں روزگار دلوانے، کسی میں مقدمہ جتوانے، کسی میں اولاد دلانے، کسی میں بیماری سے نجات اور آفات و بلیات سے چھٹکارا دلانے اور کسی میں بدنصیبی کو خوش نصیبی سے بدل دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ قوالی بھی ہوتی ہے، گانے سننے والے مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی۔ مزارات سے تھوڑا ہٹ کر جانور بھی ذبح کئے جاتے ہیں، کہیں مرغا اور کہیں بکرا وغیرہ وغیرہ۔

جب شعور بیدار ہوا تو مولانا محمد حاتم صاحب کا وہ جملہ یاد آتا کہ انہوں نے ''نم کنومة العروس'' کو ''عرس'' کی بنیاد بتایا تھا، مگر میں غور کرتا کہ اس جملہ میں مردے سے دلہن کی طرح سونے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس میں میلے ٹھیلے، مقررہ تاریخ میں اجتماع اور عورتوں مردوں کے اختلاط کا کہیں ذکر نہیں ہے، اس لئے ماحول کے غلبہ سے متاثر ہو کر عرس میں حاضری تو ضرور ہوتی رہی، مگر مزار پر

انجام دیئے جانے والے امور پر دل کبھی مطمئن نہیں ہوتا تھا۔اس لئے وقتاً فوقتاً عرس سے دلچسپی لینے والے حضرات سے سوال بھی کردیا کرتا کہ آخر ''عرس'' اسلام میں کہاں سے آیا؟ کچھ لوگ یہ جواب دیتے کہ بزرگوں کی نگاہ اور توجہ سے مشکلیں حل ہوجایا کرتی ہیں، ان کی قبر سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ کچھ لوگ یہ جواب دیتے کہ یہاں آسیب زدہ آسیب کی حرکتوں سے نجات پاجاتے ہیں۔کوئی کہتا کہ عرس تو بہت عرصہ سے ہوتا چلا آرہا ہے، اگر یہ غیر شرعی عمل ہوتا تو گذشتہ دور کے علماء اس کو ختم کرچکے ہوتے۔غرض جتنے لوگوں سے سوال کرتا، اتنے طرح کے جواب ملتے۔

''عرس'' کے بارے میں اہل علم سے تبادلہ خیال بھی کرتا رہا اور اہل حق کی تصانیف اور ان کی صحبت سے بھی استفادہ کرتا رہا اور تنہائی میں کبھی کبھی خود بھی غور کرتا رہا۔ ایک دن اسی غور وفکر میں تھا کہ اچانک میرے ایک دوست جو سعودیہ میں رہتے تھے۔ملاقات کے لئے آئے اور میرے مہمان ہوئے۔میں نے ان سے وہاں کے حالات پوچھے، اور باتوں باتوں میں ان سے یہ بھی پوچھا کہ وہاں عرس بھی ہوتا ہے۔انہوں نے کہا کہ وہاں پر عید اور بقرعید کے صرف دو تہوار منائے جاتے ہیں اور کوئی دوسری دینی تقریب نہیں منعقد ہوتی۔پھر تو میں اس تحقیق میں لگ گیا کہ عرس کن کن ملکوں میں منایا جاتا ہے۔تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ صرف ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں منایا جاتا ہے، ان ملکوں کے علاوہ دنیا کے کسی ملک میں اس طرح کی تقریب کسی قبر کے پاس منعقد نہیں کی جاتی۔میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ عرس اگر دین کا کوئی اہم عمل اور کار خیر ہوتا تو کم وبیش دنیا کے ہر کونے میں جہاں تک اہل ایمان پائے جاتے ہیں کسی نہ کسی صورت میں ضرور پایا جاتا۔جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ، قربانی اور عقیقہ، عقد، ختنہ، تلاوت قرآن اور اوراد و وظائف، زیارتِ قبور وغیرہ وغیرہ۔دینی اور شرعی اعمال ہیں۔اس لئے دنیا کے ہر گوشہ میں جہاں جہاں اہل ایمان ہیں، یہ اعمال پائے جاتے ہیں۔

پھر ''عرس'' اگر کوئی کار خیر اور باعث اجر وثواب عمل ہوتا اور انبیائے کرام، صحابہ کرام اور بزرگان دین کی قبروں سے فیض حاصل ہوتا تو اللہ تعالی نے انسانوں کی ہدایت کے لئے کم وبیش ایک

لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا، سب سے پہلے انبیائے کرام ایک دوسرے کا عرس منعقد کرتے اور اپنی اپنی امت کے افراد کو اس کی ہدایت کر جاتے، اور سارے انبیاء کرام کی قبریں سب کو معلوم ہوتیں اور سب کی تاریخ وصال، یوم وصال، وقت وصال اور مقام وصال سب محفوظ اور معلوم ہوتے اور ان میں سب سے عظیم الشان اور بارونق حضرت پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کا عرس منعقد کیا جاتا، کیونکہ آپ کی ذات مقدسہ سے سب سے زیادہ فیض دنیا کو پہنچا ہے اور آپ ﷺ کا مرتبہ ساری کائنات میں اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بلند ہے بریلوی عالم مفتی احمد یار خاں نعیمی اپنی کتاب ''شان حبیب الرحمٰن'' میں صفحہ ۱۳۵ اور ۱۳۶ پر لکھتے ہیں۔

''حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ جوہر اور انسان میں پانچ درجہ کا فرق ہے کہ انسان کے اوپر حیوان، اس کے اوپر جسم نامی، اس پر جسم مطلق، اس پر جوہر، مگر بشریت اور حضور علیہ السلام کے دمیان ستائیں درجہ فرق ہے، یعنی بشریت سے مصطفویت ستائیس درجہ بلند و بالا ہے۔ جس کے بعد صرف الوہیت ہی کا درجہ ہے، یہاں عبدیت کے سارے درجے ختم ہو چکے ہیں، یعنی بشر پر مومن، اس پر صالح، اس پر شہید، اس پر متقی، اس پر مجتہد، اس پر اوتاد، اس پر ابدال، اس پر قطب، اس پر قطب الاقطاب، اس پر غوث، اس پر غوث اعظم وغیرہ، پھر اس پر تابعی، پھر اس پر صحابی، پھر اس پر انصاری، پھر اس پر مہاجر، پھر ان پر صدیق، پھر ان پر نبی، پھر ان پر رسول، پھر ان پر اولوالعزم، پھر ان پر خاتم النبیین، پھر اس وصف پر رحمۃ للعالمین، پھر ان پر حبیب پھر اس پر درجہ مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام، یہ اجمالی ذکر ہے۔''

مگر حضور نبی کریم ﷺ کے مزار شریف کے گرد کوئی تقریب یوم وصال سے متعلق منعقد نہیں کی جاتی اور نہ کوئی میلہ لگتا ہے نہ آسیب زدہ عورتوں مردوں کا ہجوم ہوتا ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد امت میں سب سے بلند مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی ذات گرامی ہے، جو حضور ﷺ کے سفر کے ساتھ، حضر کے ساتھ، قبر اور حشر کے ساتھی، جن کا ایک ایک عمل امت کے لئے واجب کا درجہ رکھتا ہے۔ پھر ان کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ ہیں، جن کے بارے میں

حضورﷺ نے فرمایا کہ ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے'' اور جن کے سائے سے شیطان بھاگتا ہے، ان کے بعد تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنیؓ کی ذات مبارک ہے، جن کے عقد مسعود میں سید الانبیاء ﷺ کی یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں آئیں اور سرکار عالمﷺ نے فرمایا کہ ''اگر میری سولڑکیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیتا جاتا'' جو ''جامع القرآن'' کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں، ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں جو دامادِ رسول ہیں، جنتی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؓ کے شوہر ہیں، اور بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے اور حضورﷺ کی پرورش میں رہے۔ ان حضرات کا نام لے کر ہر جمعہ کو خطبہ میں ہر خطیب حضورﷺ کے وسیلے سے ان پر سلام بھیجتا ہے اور سرکار دو عالمﷺ نے ان حضرات کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ''لازم پکڑو میری سنت کو اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو''

ان حضرات کا مرتبہ امت میں سب سے زیادہ بلند ہے، مگر ان حضرات کے مزارات مقدسہ کے گرد کوئی میلہ نہیں لگتا، نہ ان سے فیض حاصل کرنے کے لئے اور نہ ان سے بگڑی بنانے کے لئے۔

ان حضرات کے بعد عشرہ مبشرہ میں دیگر صحابہ کرامؓ، ان کے بعد تمام صحابہ کرام جن کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ اہل بیت اطہار، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ان حضرات کے علاوہ دیگر فقہائے کرام۔ ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، ان حضرات میں سے کسی کے مزار کے گرد یومِ وصال سے متعلق کوئی پروگرام نہیں منعقد ہوتا۔

اگر عرس کسی بھی طرح باعث ثواب اور کار خیر ہوتا تو ضرور ان حضرات کے مزارات پر عاشقوں کا ہجوم ہوتا اور یہ حضرات ایک دوسرے کی ''تقریب عرس'' ضرور منعقد کرتے، مگر آج کل عرس کے نام پر قبروں کے ساتھ جو معاملہ ہو رہا ہے، ان حضرات کے ذہن وفکر کے کسی گوشے میں اس کا ادنی سے ادنی تصور بھی نہیں تھا اور کیوں ہو؟ جبکہ یہ عمل سرے سے غیر شرعی اور بدعت ہے۔

کہیں کہیں عرس کے موقع پر موئے مبارک کی زیارت کرائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ

حضور ﷺ کی ریش مبارک کا بال ہے۔ اول تو یہ بات محتاج تحقیق ہے کہ یہ بال حضور ﷺ ہی کی ریش مبارک کا ہے اور اگر یہ حضور ﷺ ہی کی داڑھی کا مبارک بال ہے تو جس انداز سے عرس کے موقع پر اس بال کی زیارت کرائی جاتی ہے، اس کا ثبوت خلفائے راشدین، عام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اہل بیت رسول، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کی زندگی میں کہیں ملتا۔

اگر اس طرح زیارت کرانا کوئی محبوب عمل ہوتا تو یہ حضرات اس کام کو ضرور انجام دیتے اور سب نہیں تو کسی نہ کسی سے اس عمل کا ثبوت ضرور مل جاتا اور آپ کے جسم اطہر سے تعلق رکھنے والی ایک ایک چیز یعنی بال، دندان مبارک جو غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے، کرتا، پاجامہ، تہبند، چادر، بستر، چارپائی، چٹائی، مصلیٰ، عصا، نعلین، موزے وغیرہ سب کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین محفوظ کر لیتے اور سال میں ایک مرتبہ، دو مرتبہ، تین مرتبہ ان سب کی زیارت آپ کے وصال کے بعد مسلمانوں کو کراتے اور کم از کم حج کے ایام میں تو ضرور ان چیزوں کی زیارت کا اہتمام کرتے۔ مگر یہ کام اللہ تعالی کے نزدیک کوئی کار ثواب اور پسندیدہ عمل نہیں ہے،

اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس طرف توجہ نہیں کی اور مذکورہ چیزیں جن حضرات کو ملیں، انہیں احترام کے ساتھ اپنے پاس رکھ لیں اور اس سلسلہ کو آئندہ فتنہ کے خوف سے آگے نہیں بڑھایا۔ بلکہ جن حضرات کے پاس مذکورہ بالا چیزیں تھیں، انہوں نے حصول برکت کے لئے اپنے ساتھ قبر میں دفن کرنے کی ہدایت فرمائی۔

حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالکؓ۔ نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے، جب میں مر جاؤں تو اسے میرے زبان کے نیچے رکھ دینا، چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے (اصابہ)۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن انس کو عرنہ میں خالد بن سفیان بن شیخ بذلی کے قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن انسؓ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر لے کر ایک غار میں

داخل ہوئے، اس غار پر مکڑے نے جالا تن دیا، دشمن جو تعاقب میں آئے انہوں نے وہاں کچھ نہ پایا اور ناامید واپس ہو گئے۔ حضرت عبداللہ غار سے نکل کر اٹھارہ دن کے بعد خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور خالد کے سر کو سامنے رکھ کر قصہ بیان کیا۔ حضور ﷺ کے دست مبارک میں عصا تھا، آپ نے حضرت عبداللہ کو عطا فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا: ''جنت میں اس پر ٹیک لگانا'' وہ عصا حضرت عبداللہ کے پاس رہا، ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا

حضرت امیر معاویہؓ نے وصال سے پہلے وصیت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ایک کرتا مرحمت فرمایا تھا، اس کو اسی دن کے لئے میں نے محفوظ کر رکھا تھا۔ آپ کے موئے مبارک اور ناخن شیشہ میں محفوظ ہیں۔ اس کرتے میں مجھے کفنانا اور ناخن اور موئے مبارک کو آنکھ اور منہ میں رکھ دینا۔ شاید خدا اس کے طفیل میں اور اس کی برکت سے مغفرت فرما دے۔

کہیں کہیں آدمیوں کے علاوہ جانوروں کا مزار بنا کر اس پر بھی عقیدتمندوں کو بھیڑ اکٹھا کی جاتی ہے۔ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمہ اللہ کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے ایک بلی پال رکھی تھی، وہ مرگئی، تو جیسا کہ شریعت کا حکم ہے کہ جانور مر جائے تو اسے بھی دفن کر دیا جائے تاکہ لوگوں کو اس کی بدبو اور تعفن سے تکلیف نہ ہو، اس بلی کو دفن کر دیا گیا۔ بعد میں اس کی بھی قبر بنا دی گئی اور وہاں بھی لوگ مشکلات حل کرانے کے لئے جانے لگے، اب تو باقاعدہ میلہ لگتا ہے اور عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کے ساتھ ساتھ غیر اسلامی عمل انجام دیئے جاتے ہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اگر بزرگوں کے پالتو اور استعمال کئے جانے والے جانوروں کی قبر بنانے اور اس پر میلہ لگانے کی گنجائش ہوتی تو خود حضور ﷺ کی متعدد سواریاں تھیں جن پر آپ سوار ہوتے تھے، آپ کی نگہبانی میں رہتی تھیں۔ ان سب کی قبر بن گئی ہوتی اور کم از کم حج کے موقع پر جنت

اور طرح طرح کے کھیل تماشے آتے ہیں، مرد و عورت شانہ بشانہ چلتے ہیں، اس کی سمادھی کے گرد چکر لگاتے ہیں جسے پریکرما (طواف) کہا جاتا ہے، سمادھی پر اگربتی لوبان وغیرہ سلگایا جاتا ہے، چڑھاوا چڑھتا ہے، کہیں کھچڑی، کہیں گڑ، بتاشا، پھول مالا چڑھتا ہے، سمادھی کے پاس ایک مہنت ہوتا ہے جسے گدی نشین کہتے ہیں۔ عقیدت منداس کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھتے ہیں، لوگ اس سے گرکھ (مرید) ہوتے ہیں اور وہ مرید ہونے والوں کو کچھ ہدایتیں دیتا ہے، قریب قریب ہر سمادھی کے پاس پوکھرا ہوتا ہے، اس میں عقیدت مند نہاتے ہیں اور تصور کرتے ہیں کہ اس پوکھرے میں سمادھی میں دبے گئے مہاتما کی برکت سے وہ اثر پیدا ہوگیا ہے کہ اس میں نہا لینے سے گذرے ہوئے دنوں کے سارے پاپ (گناہ) دھل جاتے ہیں۔ جب عقیدت منداور گرکھ (مرید) ہونے والے لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کے لئے تیار ہوتے ہیں تو سمادھی کے پاس بیٹھے ہوئے جس مہنت سے گرکھ ہوتے ہیں اسے کچھ نقد روپے کی شکل میں نذرانہ دیتے ہیں اور اس سے اپنے لئے ایشور سے پراتھنا کرنے کے لئے کہتے ہیں، پھر وہ مہنت ان کو ''آشیرواد'' دیتا ہے۔ یہ مختصر احوال ہیں ہندوؤں کے مہاتما کے سمادھی کے۔

اب آیئے عرس کا منظر ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ مذکورہ بالا چیزوں میں سے کون سی چیز ہے جو یہاں نہیں ہے، تاریخ وصال اور جسم سے روح نکلنے کے وقت کی قید کے ساتھ عرس ہوتا ہے، مزارات پر شیرینی، کٹھ، بتاشا اور پھول چڑھایا جاتا ہے۔ عورتوں اور مردوں کا اجتماع اسی طرح ہوتا ہے، کیرتن اور بھجن کی جگہ مزامیر، ڈھول اور ہارمونیم کے ساتھ قوالی ہوتی ہے، مانی ہوئی منتیں اتاری جارتی ہیں، کہیں مرغا ذبح ہورہا ہے، کہیں منت کی چادر چڑھائی جارہی ہے، کہیں بچوں کے سر کے بال کٹوائے جارہے ہیں۔ یہاں بھی مہنت کی طرح ایک سجادہ نشیں ہوتا ہے جس سے عقیدت مند مرید ہوتے ہیں۔ نذرانہ دیتے ہیں اور اس سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ سجادہ نشیں نذرانہ جیسا کم وبیش ہوتا ہے اسی کے مطابق دعائیں دیتا ہے۔ یہاں بھی پوکھرا ہے اور عقیدت مند بڑے احترام سے اس کا پانی نکال کر غسل کرتے ہیں۔ غرض وہی ساری چیزیں آپ کو اس مزار کے گرد بھی ملیں گی جو ایک مہنت کی سمادھی کے

اور طرح طرح کے کھیل تماشے آتے ہیں، مرد و عورت شانہ بشانہ چلتے ہیں، اس کی سمادھی کے گرد چکر لگاتے ہیں جسے پریکرما (طواف) کہا جاتا ہے، سمادھی پر اگربتی لوبان وغیرہ سلگایا جاتا ہے، چڑھاوا چڑھتا ہے، کہیں کھچڑی، کہیں گڑ، بتاشا، پھول مالا چڑھتا ہے، سمادھی کے پاس ایک مہنت ہوتا ہے جسے گدی نشین کہتے ہیں۔ عقیدت منداس کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھتے ہیں، لوگ اس سے گرکھ (مرید) ہوتے ہیں اور وہ مرید ہونے والوں کو کچھ ہدایتیں دیتا ہے، قریب قریب ہر سمادھی کے پاس پوکھرا ہوتا ہے، اس میں عقیدت مند نہاتے ہیں اور تصور کرتے ہیں کہ اس پوکھرے میں سمادھی میں دئے گئے مہاتما کی برکت سے وہ اثر پیدا ہوگیا ہے کہ اس میں نہالینے سے گذرے ہوئے دنوں کے سارے پاپ (گناہ) دھل جاتے ہیں۔ جب عقیدت منداور گرکھ (مرید) ہونے والے لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کے لئے تیار ہوتے ہیں تو سمادھی کے پاس بیٹھے ہوئے جس مہنت سے گرکھ ہوتے ہیں اسے کچھ نقد روپے کی شکل میں نذرانہ دیتے ہیں اور اس سے اپنے لئے ایشور سے پراتھنا کرنے کے لئے کہتے ہیں، پھر وہ مہنت ان کو ''آشیرواد'' دیتا ہے۔ یہ مختصر احوال ہیں ہندوؤں کے مہاتما کے سمادھی کے۔

اب آیئے عرس کا منظر ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ مذکورہ بالا چیزوں میں سے کون سی چیز ہے جو یہاں نہیں ہے، تاریخ وصال اور جسم سے روح نکلنے کے وقت کی قید کے ساتھ عرس ہوتا ہے، مزارات پر شیرینی، گٹہ، بتاشا اور پھول چڑھایا جاتا ہے۔ عورتوں اور مردوں کا اجتماع اسی طرح ہوتا ہے، کیرتن اور بھجن کی جگہ مزامیر، ڈھول اور ہارمونیم کے ساتھ قوالی ہوتی ہے، مانی ہوئی منتیں اتاری جارہی ہیں، کہیں مرغا ذبح ہو رہا ہے، کہیں منت کی چادر چڑھائی جارہی ہے، کہیں بچوں کے سر کے بال کٹوائے جارہے ہیں۔ یہاں بھی مہنت کی طرح ایک سجادہ نشیں ہوتا ہے جس سے عقیدت مند مرید ہوتے ہیں۔ نذرانہ دیتے ہیں اور اس سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ سجادہ نشیں نذرانہ جیسا کم وبیش ہوتا ہے اسی کے مطابق دعائیں دیتا ہے۔ یہاں بھی پوکھرا ہے اور عقیدت مند بڑے احترام سے اس کا پانی نکال کر غسل کرتے ہیں۔ غرض وہی ساری چیزیں آپ کو اس مزار کے گرد بھی ملیں گی جو ایک مہنت کی سمادھی کے

گردانجام دی جاتی ہیں۔

عرس دین فطرت کے خلاف ہے

اسلام دین فطرت ہے، اس میں کوئی عمل عبادات سے لے کر معاملات تک اور فرائض سے لے کر مستحبات تک ایسا نہیں ہے کہ جس کو انسان اگر انجام دینا چاہے تو باآسانی انجام نہ دے سکے۔ مگر عرس ایک ایسا عمل ہے کہ اگر مسلمان انجام دینا چاہے تو کسی صورت میں انجام نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام کے عرس، پھر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کے عرس، پھر تابعین، تبع تابعین اور پھر کروڑوں اولیائے کرام اور بزرگان دین کے عرس، ان میں سے ہر ایک کی تاریخ وصال، وقت وصال اور مقام وصال الگ الگ ہیں ہجری سنہ کے اعتبار سے پورے سال میں کل ۳۵۵ دن ہی ہوتے ہیں اگر کوئی مسلمان سب کا عرس کرنا چاہے تو یہ ناممکن ہے، اس لئے یہ عرس دین فطرت کے بھی خلاف ہے، اس سے پرہیز لازم ہے۔ (جاری ہے)

مولوی احمد رضا خان کا جھوٹ	حقیقت
رشید احمد گنگوہی نے فتوی دیا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (حسام الحرمین ص ۲۱)	مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ذات پاک حق تعالیٰ کی پاک و منزہ ہے کہ اسے متصف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالیٰ، اس کے کلام میں ہرگز شعبہ کذب کا نہیں قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا۔ جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعا کافر ہے اور ملعون ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۶)

عبارات اکابر پر تنقید کا جائزہ (تیسری قسط)

مناظر اہل سنت مولنا حماد نقشبندی

امام اہل السنۃ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی مایہ ناز کتاب عبارات اکابر کا بزعم خویش جواب بریلوی مسلک کے مولوی نصیر الدین نے جو علامہ اشرف سیالوی بریلوی کے بیٹے ہیں نے لکھا اس کا جواب الجواب مناظر اہل سنت مولانا حماد صاحب نے لطمۃ اہل السنہ المعروف عبارات اکابر پر تنقید کا جائزہ سے لکھا جو قسط وار شائع کیا جارہا ہے۔ تیسری قسط ملاحظہ ہو۔

کتاب کا مقدمہ علامہ اشرف سیالوی نے خود لکھا ہے۔ اس کی عبارات قولہ کے تحت ہے اور اقول کے تحت مولانا کا جواب ان شاء اللہ اس جواب الجواب کی پہلی جلد منظر عام پر آرہی ہے۔ (فیاض)

قولہ:

آنسرور علیہ السلام کو ایذا دینے اور تکالیف پہنچانے کی وعید (ص ۱۵ تحقیقی جائزہ) ان کی جناب پاک میں گستاخی و بے ادبی موجب ایذاء ہے اور وہ صرف حرام ہی نہیں بلکہ دنیا و آخرت میں ملعون ہونے کا باعث اور ذلت و رسوائی ص ۱۷۔

گستاخ بارگاہ نبوی کا حکم از روئے سنن اور آثار ص ۱۸ سب و شتم کے کلمات میں ارادہ کا اعتبار نہیں۔ ص ۲۳۔

اقول:۔

محترم قارئین آپ نے درج بالا حوالہ جات پڑھے یہ وہ عنوانات اور حوالے ہیں جو علامہ اشرف صاحب نے علمائے اہل سنت پر تکفیر کے جھوٹے تیر برسانے کے لئے قائم کئے مگر خود ان تیروں کی زد میں آگئے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

آپ حضرات پیچھے پڑھ چکے ہیں علامہ صاحب کا قول کہ اللہ تعالی میں کمی اور نقص کا احتمال نہیں بخلاف رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

قارئین کرام آپ بتلایئے ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر کیا اوپر ذکر کیئے گیئے سارے حوالے جو قولہ کے تحت ذکر کیئے گیئے ہیں۔ خود علامہ اشرف سیالوی صاحب پر نہیں فٹ آتے؟ اور خود ان ہی کے بقول ارادہ کا اعتبار نہیں ص ۲۳۔ ہم جواب کے منتظر ہیں۔

دوسری بات کہ علامہ صاحب نے نبی علیہ السلام کا نام گرامی یوں لکھا ہے۔

''آنسرور علیہ السلام کو ایذا دینے'' (ص ۱۵ تحقیقی جائزہ)

قارئین دیکھ سکتے ہیں کہ علامہ صاحب نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے نام مبارک کے ساتھ صرف علیہ السلام لکھا ہے یعنی بغیر درود کے اس بات کو ذہن میں رکھ کر آگے چلیئے۔

بریلوی حضرات کی مسلمہ شخصیت مفتی احمد یار نعیمی صاحب لکھتے ہیں درود شریف مکمل وہ ہے جس میں درود و سلام دونوں ہوں نماز میں درود ابراہیمی میں سلام نہیں ہے کیونکہ سلام التحیات میں ہو چکا اور نماز ساری ایک ہی مجلس کے حکم میں ہے مگر نماز سے باہر وہ درود پڑھو جس میں یہ دونوں ہوں۔ (نور العرفان ص ۶۷۹)

آگے لکھتے ہیں کہ (درود ابراہیمی) نماز سے باہر غیر کامل کہ اس میں سلام نہیں (نور العرفان ص ۶۷۹)

ان کے صاحبزادے مفتی اقتدار احمد نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

نماز کے علاوہ درود ابراہیمی پڑھنا منع اور ناجائز و مکروہ ہے تنقیدات ص ۲۱۰۔ اس کی وجہ لکھتے ہیں کہ سلام کے بغیر درود شریف پڑھنا حکم قرآنی کے خلاف ہے اس لئے مکروہ تحریمی ہے (ص ۲۱۰) آگے لکھتے ہیں۔

''ثابت ہوا کہ صلوۃ اور سلام ہمیشہ جمع کر کے پڑھنے چاہئیں''

(تنقیدات علی المطبوعات ص ۲۱۰)

یعنی صرف درود پڑھنا یا صرف سلام پڑھنا ان کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے بوجہ قرآن کے حکم کے خلاف ہونے کے اب نتیجہ کیا نکلا؟

بہتر ہے کہ ہم نتیجہ نکالنے کے لئے کوکب نورانی صاحب کو دعوت دیں کیونکہ اس قسم کے نتیجے نکال کر وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ یا حنیف قریشی صاحب کو دعوت فکر دیں کہ وہ اس کام میں بہت ماہر ہیں۔ کرتے پہلے ہیں سوچتے بعد میں ہیں۔ جی ہاں قارئین! آپ درست سمجھے۔ علامہ اشرف سیالوی صاحب مکروہ تحریمی کے مرتکب ہوئے بقیہ بریلوی علماء کے نزدیک۔

ایک بات مزید آپ کو بتلاتے جائیں کہ اعلیٰ حضرت کے مشہور سلام جسے بریلوی حضرات جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں کہ ''شمع بزم رسالت پر لاکھوں سلام'' یہ پورا سلام مفتی احمد یار نعیمی صاحب مفتی اقتدار نعیمی کی تصریحات کے مطابق سراسر قرآن کے حکم کے خلاف اور مکروہ تحریمی بنتا ہے۔

یاد رہے! کہ ہم اہل سنت کے نزدیک درود ابراہیمی مکمل درود اور افضل درود شریف ہے اور درود کے ساتھ سلام یا سلام کے ساتھ درود پڑھنا ضروری نہیں (نبراس ص ۸) اوپر کی گئی ساری گفتگو بریلوی حضرات کے اصول وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے الزامی طور پر کی گئی ہے۔ (جاری ہے)

اس دفعہ کے شمارے میں توضیح العبارات کے طویل ہونے کی وجہ سے عبارات اکابر کے کم صفحے شامل کیے گئے ہیں اگلی دفعہ اس کمی کو ان شاء اللہ پورا کر دیا جائے گا۔ (ادارہ)

سنی کون؟

سنی وہ جو پیارے نبی علیہ السلام کے طریقے پر اور صحابہ کرامؓ کے راستے پر چلے۔

کیا صحابہ کرام اذان سے پہلے صلوۃ و سلام پڑھتے تھے؟

جواب: نہیں

(ماخوذ ھوالمعظم، شرح صحیح مسلم از غلام رسول سعیدی)

سنی وہ جو اذان سے پہلے صلوۃ وسلام نہ پڑھے لوگو! سنی بنو، بدعتی نہ بنو۔

شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ کا مسلک

مولانا ابوایوب قادری جھنگ

برادرانِ اہل السنّت والجماعت

ہندوستان کی تاریخ کو دیکھا جائے تو اس خطے میں چند شخصیات ایسی نظر آتی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے بڑے پیمانے پر دین متین کی خدمت لی۔ دسویں صدی ہجری کی مختلف مذہبی تحریکوں کے افکار ونظریات کا تجربہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اس دور کا سب سے بڑا مسئلہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور نبی علیہ السلام کی ہستی مبارک کا صحیح مقام متعین کرنا تھا۔ اکبر کا دین الٰہی، شیعت، باطنیت وغیرہ اپنی نئی چالوں کے ساتھ اہل حق کو گمراہ کرنے میں مصروف تھے اس دور میں تجدیدی کام امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے انجام دیا وہیں اس زمانے میں ایک اور عظیم شخصیت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ کی تھی۔ آپ نے عقائد اہل سنت کی صحیح شکل باقی رکھنے کے لئے جو کاوش کی وہ انتہائی قابل تحسین ہے ہمارے نزدیک ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کے صحیح مقام کی توضیح فرمائی۔ جو لوگ باطنیت کے جال میں آ کر نبیؐ کو خدائی اختیارات کا مالک قرار دے رہے ان کا قلع قمع فرمایا عجیب بات یہ ہے کہ موجودہ دور میں بریلوی مسلک کے امام احمد رضا خانصاحب ایک طرف تو حضرت عبدالحق شیخ محقق امام اجل محدث دہلوی اور دیگر حضرات محقق علی الاطلاق کے القابات کے الفاظ سے نوازتے ہیں بریلوی مسلک کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ حقیقت برعکس ہے شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ کا مسلک قطعاً وہ نہیں جس کو بریلوی حضرات بیان کرتے ہیں ہماری اس بات کا واضح ثبوت درج ذیل مضمون ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور بریلوی مذہب

برادران اہل سنت والجماعت! ہم حیران تھے کہ فاضل بریلوی جس آدمی کو شیخ محقق امام اجل محدث دہلوی وغیرہ القابات سے نوازتے ہیں لیکن اس کی تحقیقات پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار نہیں بلکہ اس بزرگ کے نظریات کے خلاف کو اصل و دین سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

نبی علیہ السلام حاضر ناظر نہیں

(۱) شیخ دہلویؒ لکھتے ہیں۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اگر کوئی سوال کرے کہ اس جگہ خطاب تو حاضر کے صیغہ سے ہے اور نبی علیہ السلام حاضر نہیں تو پھر اس کا مطلب کیا ہوگا جواب اعتراض کا یہ ہے کہ اصل میں ورود اس کلمہ کا شب معراج میں ہوا اور اس وقت نبی علیہ السلام کے لئے خداوند کریم نے صیغہ حاضر سے خطاب فرمایا تھا انہیں الفاظ کو بعینہ رکھا گیا اور مراد خطاب سے نبی علیہ السلام کا حاضر ہونا نہیں۔ الخ۔

(مکتوبات شیخ عبدالحق مکتوب نمبر ۳۸)

اس سے معلوم ہوا کہ شیخ دہلویؒ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر نہیں سمجھتے جبکہ جملہ بریلوی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھتے ہیں۔

(۲) مشہور یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت رقیہؓ کے فوت ہونے کے وقت حاضر نہ تھے

(تاریخ مدینہ ترجمہ جذب القلوب ص ۱۵۷ انوری کتب خانہ)

میت کے کفن پر لکھنا ناجائز

(۳) شیخ دہلویؒ لکھتے ہیں آپ نے جو سوال کیا کہ میت کے وجود یا اس کے کفن پر لکھنا کیسا ہے تو اس کے متعلق یہی عرض کرسکتا ہوں کہ میری نظر سے آج تک کوئی روایت وحدیث ایسی نہیں گزری جس سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہو۔ الخ۔

(مکتوبات شیخ مکتوب نمبر 64)

جبکہ بریلوی حضرات زور و شور سے اس کے قائل وفاعل ہیں۔

قیام میلاد جائز نہیں

(۴) قوموا الی سیدکم (تم کھڑے ہو اپنے سردار کے لئے) اس حدیث سے بریلوی حضرات بڑے پرزور طریقے سے قیام میلاد کو ثابت کرتے ہیں سرکار دو عالم علیہ السلام نے یہ جملہ حضرت سعدؓ کے لئے فرمایا تھا بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ جب سردار کے آنے پر کھڑا ہونا جائز نبی علیہ السلام کیلئے بطریق اولی جائز جبکہ شیخ دہلویؒ فرماتے ہیں محققین کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ کی اتنی طاقت نہ تھی کہ آپ بغیر کسی اعانت سے سواری سے اتریں تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اٹھو اور اس کو اتار لاؤ اسی سبب سے یہ حکم خاص اسی جماعت کی نسبت تھا نہ سارے حاضرین کو۔

(تاریخ مدینہ ترجمہ جذب القلوب ص 144 کتب خانہ نوری لاہور)۔

مختار کل کی نفی

(۵) بریلوی حضرات نبی پاک ﷺ کو مختار کل مانتے ہیں جبکہ شیخ دہلویؒ لکھتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے سب اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا سوائے دروازہ حضرت علیؓ نے تو سیدنا حمزہؓ حضور حضرت رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور یہ کہتے تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے چچا کو باہر پھینکا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا تو آپ نے فرمایا چچا میں مامور ہوں مجھے اس امر میں اختیار نہیں۔

(تاریخ مدینہ ترجمہ جذب القلوب ص 114 کتب خانہ نوری لاہور)۔

درود کونسا پڑھیں؟

(۶) بریلوی نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنے کے لئے خود ساختہ درود کا سہارا لیتے ہیں اور درود ابراہیمی پڑھنے کو ناقص مکروہ ناجائز اور گناہ بتاتے ہیں جبکہ شیخ دہلویؒ لکھتے ہیں۔ درود ابراہیمی سب سے افضل درود ہے۔

اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر افضل درود شریف بھیجے گا اگر وہ تشہد والا درود (ابراہیمی) پڑھ لے تو عمدہ اس قسم سے بری ہوگا۔

(تاریخ مدینہ ترجمہ جذب القلوب ص284)۔

اسی عبارت سے پہلے یہ ہے۔ جس سے پیغمبر ﷺ پر درود ان صیغوں سے بھیجا جو تشہد میں پڑھا جاتا ہے بے شک اس نے اس طرح درود بھیجا جس طرح وہ مامور کیا گیا ہے۔

(تاریخ مدینہ ترجمہ جذب القلوب ص284)۔

معلوم ہوا یہ تذکرہ نماز سے باہر پڑھنے کا ہے جس کو تفسیر نعیمی میں مکروہ و ناجائز و گناہ کہا گیا ہے۔

امکان کذب کی قدرت درست ہے

(۷) بریلوی حضرات کہتے ہیں جو اللہ تعالی نے خبر دی ہے اس کے خلاف کرنے پر خدا کو قدرت ہی نہیں جبکہ شیخ دہلویؒ فرماتے ہیں وی خبر داده است که مطیعان را ثواب دهم و عاصیان را عقاب کنم اینچنین خواهد بود که وی گفته است ولیکن بروی واجب نیست واگر فرضا خلاف آن کند دیگری رامجال نه که گوید چرا چنین کردی۔

(تکمیل الایمان ص60 رحیم اکیڈمی کراچی)۔

یعنی اس نے خبر دی ہے کہ مطیعوں کو ثواب دیتا ہوں اور عاصیوں کو عقاب کرتا ہوں اسی طرح ہوگا جو اس نے فرمادیا ہے لیکن اس کے اوپر واجب نہیں ہے اگر بالفرض اس کے خلاف کرے تو کسی کو مجال نہیں کہ کہے کہ ایسا کس واسطے کیا۔

یعنی خدا تعالی اپنے کہے کے خلاف کریگا تو نہیں اور اگر کردے تو وہ عادل ہی رہے گا اور کوئی اس کو پوچھ نہیں سکتا۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

نزد اصحاب ما که گروه اهل سنت وجماعت اندا ینهم جائز ست که حق تعالی کسے راز چاه ضلالت برآورده هدایت رسانیده بمرتبه نبوت رساند ولیکن نقل و دلیل سمعی برآنست که ایں جائز بوقوع نیا ورده ......

(مدراج النبوۃ ج۱ ص۸۲)۔

یعنی ہمارے اصحاب جو کہ اہل سنت والجماعت کے گروہ ہیں یہ بھی جائز ہے کہ خدا تعالی کسی کو ضلالت کی گہرائی سے نکال کر ہدایت دے کر مرتبہ نبوت تک پہنچا دے لیکن نقل اور دلیل سمعی قرآن و

حدیث سے یہ ثابت ہے کہ ایسا ہوگا نہیں اگر چہ یہ جائز ہے۔

معجزہ نبی کے اختیار میں نہیں

(۸) بریلوی حضرات معجزہ کو نبی ورسول کا فعل سمجھتے ہیں جبکہ شیخ دہلویؒ لکھتے ہیں۔

معجزہ فعل الٰہی است نہ فعل رسول تکمیل الایمان ص 116 معجزہ خدا کا فعل ہے نہ کہ فعل رسول۔

علم غیب کی نفی

(۹) بریلوی حضرات یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو قیامت کا مقررہ وقت بتا دیا گیا ہے جبکہ شیخ دہلویؒ لکھتے ہیں تعیین وقت وے جز علام الغیوب نداند. (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص 322)

یعنی قیامت کا مقررہ وقت اللہ علام الغیوب کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

(۱۰) بریلوی حضرات نبی ﷺ کو عالم الغیب سمجھتے اور کہتے ہیں جبکہ شیخ دہلویؒ وفینا نبی یعلم مافی غد کی حدیث کی تشریح میں جب بچی نے یہ جملہ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو پہلے کہہ رہی تھی وہ کہہ اور اس جملہ کو ناپسند فرمایا اس کی وجہ میں لکھتے ہیں منع آنحضرت ازیں قول بجهت آنست که دروی اسناد علم غیب است . بآنحضرت پس آنحضرت را نا خوش آمد

(اشعۃ اللمعات ج ۳ ص 117)

یعنی آپ نے اس قول سے اس وجہ سے کہ روکا کہ اس میں نبی پاک ﷺ کی طرف علم غیب کی نسبت تھی پس آپ ﷺ ناخوش ہوئے۔

(۱۱) احادیث کی کتابوں میں ایک مشہور حدیث مذکور ہے جسے حدیث جبرائیلؑ اور حدیث حسان کہتے ہیں اس حدیث میں حضرت جبرائیلؑ نے ایک بندے کی شکل میں آکر چند سوالات پوچھنے کا تذکرہ ہے ان میں سے ایک سوال قیامت کے بارے میں بھی تھا کہ قیامت کب آئے گی سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”ما المسئول عنها باعلم من السائل“ یعنی جس سے سوال کیا گیا وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتے والا یعنی جیسے سوال کرنے والا لاعلم ویسے جواب دینے والا بھی لاعلم ہے مگر ہمارے بریلوی حضرات کو شائید نبی ﷺ کا یہ جواب پسند نہیں آیا لہذا وہ لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے

جبرائیل قیامت سے تو بھی بے خبر نہیں اور میں بھی بے خبر نہیں تو بھی جانتا ہے میں بھی جانتا ہوں ...... (مقیاس)

جبکہ شیخ دہلویؒ فرماتے ہیں من و تو ہر و برابریم در نادانستن آں ۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۵)۔

یعنی میں اور تو دونوں اس کو نہ جاننے میں برابر ہیں۔ (جاری ہے)

گھر کی گواہی

بریلویوں کی مسلمہ شخصیت خواجہ ضیاء الدین سیالوی کا علمائے دیوبند کے بارے میں نظریہ صاحبزادہ نظام الدین مرولوی کے قلم سے۔

اس زمانے میں حضرت ثالث خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے جس طرح مجاہدانہ خدمت اسلام کی ہے پنجاب کے مشائخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ پورے ہند میں تبلیغی دورے کر کے مسلمان عوام کو انگریز کے خلاف، خلافت عثمانی کے حق میں ایک مرکز پر جمع کرنے میں کوشاں تھے۔

چنانچہ اسی سلسلہ میں آپ دارالعلوم دیوبند میں بھی تشریف لے گئے۔ پیر انور شاہ صاحب کاشمیری اس وقت شیخ الحدیث تھے۔ حضرت سیالوی کی آمد پر شاہ صاحب نے گھنٹی بجوا کر طلباء میں چھٹی کا اعلان کیا تاکہ استقبال میں وہ بھی شریک ہوسکیں حضرت کو بیٹھنے کے لئے شاہ صاحب نے اپنی مسند پیش کی حضرت احتراماً اس پر نہ بیٹھے کہ یہ مقام آپ کا ہے۔ چنانچہ مسند خالی پڑی رہی اور شاہ صاحب، حضرت کے سامنے مودبانہ طور سے دوزانو ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہے پھر حضرت شاہ صاحب نے حضرت سے تلقین والتماس کی تو آپ نے گھنٹہ بھر تقریر فرمائی پھر آپ نے دارالعلوم کے لئے دوسو روپے کا عطیہ دیا شاہ صاحب نے آپ سے دعا کی درخواست کی آپ نے دارالعلوم دیوبند وتمام عالم اسلام کی کامرانی کے لئے دعا فرمائی۔ ادھر دوسری طرف اکابرین دیوبند عام طور سے صاحب نسبت تھے چشتیہ صابریہ سلسلے میں اکثر حضرات بیعت ہونے کے علاوہ خود بھی صاحب ارشاد تھے پس معلوم ہوا کہ اکابرین میں بنیادی اختلافات نہ تھے بلکہ رشتہ اخوت ومودت فی مابین استوار تھا۔ (ھوالمعظم ص ۴۰، ۴۱)

شہرت کے طالب

از قلم مولانا محمد فیاض طارق

چلے تو تھے سنتوں کے نام پر بدعتوں کی اشاعت کرنے، وہ کر چلے شہرت مقصود تھی، حاصل کر چلے علم سے کورے تھے راز گھر سے نکل پڑے جن کو دامن پکڑا یا تھا وہ چھوڑ چلے، دوسروں پر سکہ جمانے کا ارادہ تھا اپنے ہی بول پڑے

بات میری اپنے ہی نہ سمجھیں تو غیروں سے کیا شکوہ!

شاید ان دگر گوں حالات میں، ان گھما گھمیوں میں، آندھیوں کے جھکڑ جھولوں میں، ہواؤں کے بدلتے تناظر میں، کچھ تصورات کے میدانوں میں جناب الیاس عطار صاحب کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ مجلہ راہ سنت والوں کی بات اور ہے یہ تو ہے ہی حق والوں کا یہ تو ہے ہی سنیوں کا لیکن اس دفعہ کے بریلوی ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' نے کیا کیا؟ پول کھول ڈالے دوسرے تو حقائق سے پردہ اٹھاتے ہی ہیں اپنوں نے بھی دامن تار تار کر دیا کسی نے تو اپنی شہرت کے لیے کلمہ ہی بدل ڈالا تھا لیکن ہم نے تو ابھی اتنا کوئی بڑا کام نہیں کیا

معزز قارئین کرام

یہ سب کچھ اپنی جگہ رہا آیئے ذرا ایک نظر اس دفعہ کے ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' پر جو بریلوی حضرات کی طرف سے تقریباً نصف صدی سے شائع ہو رہا ہے اس شمارہ کی کچھ جھلکیاں دعوت اسلامی کے متعلق آپ کی نظر کرتا چلوں

علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی اس شمارہ میں جناب محمد الیاس عطار قادری صاحب کے نام لکھتے ہیں ''کہ بخدا ہمیں دعوت اسلامی یا آپ کی ذات سے رتی بھر بھی بغض وعناد نہیں ہمیں افسوس اور قلبی

صدمہ وملال ہے کہ مسائل دینیہ میں بھی آپ من مانی کرر ہے ہیں......اور کروڑوں روپے غلط کام پر لگا رہے ہیں آپ کے عطاری مرید کار خیر اور اجر عظیم سمجھ کر مساجد جیسی عظیم عبادت کی مقدس جگہوں پر، ٹی وی لگا کر آپ کے جلوے دکھانے کی مذموم سعی لا حاصل کرر ہے ہیں جس سے مسجدوں کا تقدس پامال ہورہا ہے

پاک وہند میں خدا ترس حساس علماء آپ کے اور دعوت اسلامی کے خلاف کتب ورسائل وپوسٹر شائع کرر ہے ہیں......

ہندوستان سے آمدہ اطلاعات اور پوسٹروں کے مطابق آپ کے مریدیں آپ کی بیعت بھی توڑ چکے ہیں اور دعوت اسلامی سے علیحدگی اختیار کرر ہے ہیں جبکہ ہندوستان میں آپ کی طرز پر آپ کے مقابلے میں سنی دعوت اسلامی بھی بن چکی ہے......مزید لکھتے ہیں خدارا!!ان خود پسندی اور خودنمائی کی باتوں سے فراخدلانہ اجتناب کریں (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ شوال المکرم اکتوبر 2009 ص12,13)

مزید آگے لکھتے ہیں نت نئی بدعتیں اور جدتیں جاری کر کے اپنی ذات اور دعوت اسلامی سے عوام وخواص اور اپنے اکابر علماء کو کیوں متنفر کرر ہے ہیں؟ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ شوال المکرم اکتوبر 2009 ص24)

معزز قارئین کرام! دیکھا آپ نے رضائے مصطفیٰ کی جھلکیوں کو......

اپنے ہی دامن میں کبھی صیاد آجاتا ہے گڑھا کھود کر دوسروں کیلئے کبھی خود ہی گر جانا ہوتا ہے بندہ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان حضرات کو انکے اپنے ہی آئینہ میں اصل تصویر اور داغ دیکھا دیے جائیں

آج آپ نے دیکھا دعوت اسلامی کے مراکز ،عبادت گاہوں اور مساجد میں اعلان اور تداعی کیساتھ (اشراق، چاشت اور دیگر) نوافل کی نمازیں با جماعت ادا کی جارہی ہیں

با قاعدہ اعلان ہوتا ہے کہ میٹھے میٹھے بھائی صفیں درست کرلیں اشراق کی جماعت ہوگی

سوال یہ ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ نے بھی ایسا کیا؟ صحابہ کرامؓ نے ایسا کیا......؟ تابعین کرام نے ایسا

کیا ائمہ کرام نے ......؟ فقہاء ومحدثین عظام نے ......؟ پیران پیر حضرت عبد القادر جیلانیؒ نے ......؟ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ......؟

تو جواب یہی ملے گا کہ اس سب میں سے کسی نے بھی تداعی کے ساتھ نوافل باجماعت ادا نہیں کیے ......تو کیا ان حضرات کے پاس (معاذاللہ) کوئی نئی وحی آئی ہے؟ جب کسی نے بھی ایسا نہیں کیا تو کیا یہ نیا دین نہیں؟ یہ بدعت ہے یا نہیں؟ فیصلہ آپ خود کریں

سوال کریں میٹھے میٹھے اسلامی بھائیوں سے اور مشورہ کریں عطاری بھائیوں سے کیا یہ سنت کے نام پر بدعت نہیں حق بات بتانے والے ہی مجرم ٹھہریں آخر کیوں؟

آیئے ذرا نوافل کی تداعی کے ساتھ جماعت کے متعلق کچھ حوالہ جات بھی آپ کی نظر کرتا چلوں

☆"ان التنفل بالجماعة غير التراويح مكروه عندنا"

ترجمہ ہمارے نزدیک تراویح کے علاوہ نفل کی جماعت مکروہ ہے

(فتاوی قاضی خان، فصل فی مقدار التراویح)

☆"النفل بجماعة على التداعي يكره"

ترجمہ تداعی کے ساتھ نماز نفل باجماعت مکروہ ہے

(کتاب الصلاۃ التراویح کا بیان)

☆"التطوع بالجماعة اذا كان على سبيل التداعي يكره"

ترجمہ: نفل کی جماعت جبکہ تداعی کے ساتھ ہو مکروہ ہے

(الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل الاول فی الجماعۃ، فتاوی عالمگیری)

☆"ولا يصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان اي يكره ذالك على سبيل التداعي"

ترجمہ: رمضان کے علاوہ وتر اور نفل جماعت کے ساتھ نہ پڑھے جائیں تداعی کے ساتھ مکروہ ہیں۔

(درمختار باب التراویح)

☆"وان كان على سبيل المواظبة كان بدعة مكروهة لانه خلاف المتوارث"
ترجمہ: اگر نوافل ہمیشہ کے طور پر ہوں تو بدعت مکروہ ہیں اس لیے یہ عمل اسلاف کے خلاف ہے
(فتاوی شامی بحث صلوٰۃ التراویح)

پیران پیر حضرت عبدالقادر جیلانی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق تراویح کے بعد نوافل کی جماعت مکروہ ہے (غنیۃ الطالبین نماز تراویح کا بیان)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رقم فرماتے ہیں: التنفل بالجماعة فى غير التراويح مكروه عندنا
ترجمہ ہمارے نزدیک تراویح کے علاوہ نفلوں کی جماعت مکروہ ہے

(ماثبت بالسنہ رمضان کا بیان)

قارئین کرام! ان حوالہ جات کے بعد فیصلہ آپ کے سپرد ہے ہم تو صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ یہ "میٹھے میٹھے" بھائی اپنی "مٹھاس" کی آڑ میں ایک بار پھر زہر پھیلا رہے ہیں عقل والوں کیلئے اشارہ کافی ہے

نوٹ ایک غلطی کا ازالہ بندہ کے گزشتہ مضمون میں حوالہ روز نامہ جنگ لاہور اور نومبر 1997 کی جگہ 1977 کمپوز ہو گیا تھا درست کر لیجیے گا (شکریہ)

قارئین کرام سے سوال اور ہم جواب کے منتظر

بریلویوں کے مشہور بزرگ محمد یار گڑھی اپنی کتاب دیوان محمدی میں خواجہ فرید کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ خدا ہیں (معاذاللہ)

خدا کو ہم نے دیکھا ہے سدا مٹھن کی گلیوں میں
خدا بے پردہ ہے جلوہ نما مٹھن کی گلیوں میں

(دیوان محمدی ص ۱۶۴)

(نوٹ: "دیوان محمدی" محدود تعداد میں دستیاب ہے)

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مولانا نجیب اللہ عمر

ہمارے رویے اور برتاؤ کا خود بریلوی حضرات کو بھی اعتراف ہے کہ ہم مسئلہ تکفیر میں کس قدر احتیاط سے کام لیتے ہیں اور پھر مخالف سمت سے تکفیر اور الزامات کے تسلسل کے باوجود اور اسی اثناء میں سو سال سے زائد کا عرصہ بیت جانے کے بعد بھی علمائے اہلسنت دیوبند نے اہل بدعت جیسا رویہ نہیں اپنایا۔

لیکن اسے غلبہ حق کی شان کہیے کہ ان کی اپنی ہی جماعت سے ایسے رجال نمودار ہوئے کہ جنہوں نے کچھ حقائق سے پردہ اٹھا کر خود ساختہ ''امیر کارواں'' کی اصلیت واضح کر دی۔ ان چشم کشا حقائق کا اظہار اگر ہم کرتے تو ''اہل بدعت'' اسے ''مخالف کیمپ کی الزام تراشی'' کہہ کر نظر انداز کر دیتے۔ لیکن یاد رہے کہ ہم ناقل ہیں ہمیں تنقید کا نشانہ بنانے کے بجائے اپنی فکر و اعمال نظریہ و اقوال کی اصلاح زیادہ سود مند رہے گی۔

محترم قارئین:۔ کسی کی نعل (جوتی) پر جوتی والے کا نام یا اس کے پیر و مرشد کا نام لکھنا ضابطہ عشق کے سراسر خلاف سمجھا جاتا ہے چہ جائیکہ اللہ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام جوتی پر لکھا جائے (معاذ اللہ) لیکن جناب احمد رضا صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعل مبارک پر اللہ کا نام لکھنے کے جواز کا فتوی ان الفاظ میں دیتے ہیں۔

بسم اللہ شریف اس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں۔ مجموعہ رسائل اعلی حضرت ص ۱۴۱۔

ہماری قلبی کیفیت سے قطع نظر ہم سرِ دست اس مسئلے پر مفتی احمد یار گجراتی بریلوی کے صاحبزادے کا تبصرہ نقل کر دیتے ہیں۔

صاحبزادہ مفتی اقتدار گجراتی بریلوی لکھتے ہیں۔

آج کل پاکستان میں بعض حمقاء لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین شریفین کا نقشہ چھاپتے ہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام پاک بسم اللہ شریف لکھتے ہیں۔ یہ حرام اور گناہ عظیم بے ادبی گستاخی ہے اللہ تعالیٰ ان شیطان کی حرکتوں سے بچانے کی ہدایت دینے والا ہے۔

تفسیر نعیمی ص ۳۲ ج ۱۶ نعیمی کتب خانہ۔

بریلوی حضرات اس فتوے پر چیں بجبیں ہونے کے بجائے اسے فیصلہ برحق مان کر مسلک اہلسنت والجماعت سے وابستگی اختیار کرلیں۔

صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمٰن قاری کے بارے میں احمد رضا صاحب لکھتے ہیں۔

''عبدالرحمٰن قاری کافر تھا۔'' ملفوظات ص ۱۵۲ حصہ دوم

بریلوی مسلک کے مولوی ارشد القادری صاحب لکھتے ہیں۔

چودہ سو برس سے اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جو بد بخت کسی صحابی رسول کو کافر کہے وہ قطعاً اسلام سے خارج ہے۔ تبلیغی جماعت ص ۲۲۸ مکتبہ اعلیٰ حضرت

بس اسی پر برہم ہے زمانہ عزیز
اس کی تصویر اس کو دکھا دی گئی

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد گجراتی لکھتے ہیں۔

بعض جہلاء (بریلوی) سنی حضرات آقاء کائنات کے نقشہ نعلین پاک اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوتی شریف کو بھی اقدس یا مقدس کہہ دیتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں .... جوتی کو اقدس کہنا گناہ ہے کیونکہ اس میں مماثلت بنائی جاسکتی ہے جو گستاخی نبوت ہے۔

تفسیر نعیمی ص ۲۶۶ ج ۱۶ نعیمی کتب خانہ گجرات۔

اس عبارت میں جس عمل کو صاحبزادہ صاحب گستاخی نبوت کہہ رہے ہیں یہی عمل مولوی احمد رضا خان نے اپنے مختلف رسائل سرانجام دیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

کتاب البر القال میں تین مرتبہ اقدس اور پانچ مرتبہ نعل کے ساتھ مقدس کا لفظ استعمال کیا ہے۔ شفاء الوالہ فی صور الحبیب ونعالہ میں چار بار مقدس کا لفظ لکھا فتاویٰ رضویہ ص ۴۲۵ ج ۲۱۔

اور رسائل اعلی حضرت میں دو دفعہ لفظ مقدس اور دو دفعہ لفظ اقدس استعمال کیا ہے بقول صاحبزادہ صاحب کے اگر سولہ بار یہ گستاخی نبوت کر کے بھی ''امیر کارواں'' کو مدعیان عشق کی فہرست میں شمار کیا جائے تو انصاف کہاں بستا ہے؟

بریلوی مفتی محمود احمد ساقی ایک اور حقیقت سے پردہ کشائی کرتے ہیں۔ جب بریلوی مسلک کے بعض علماء کی طرف سے احمد رضا کے ''ترجمہ آیت ذنب'' پر اعتراض ہوا (جن میں پیش پیش مولوی غلام رسول سعیدی اور صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر حیدر آبادی تھے) تو ساقی صاحب نے صاحبزادہ محمد زبیر کے فتوے کو بایں الفاظ نقل فرمایا۔

صاحبزادہ صاحب نے محض انانیت پر اتر کر اپنے اصل پیش رو..... کو پیچھے چھوڑ کر اپنے حالیہ رسالہ (مغفرت ذنب) میں امام اہلسنت (نہیں بلکہ احمد رضا) کے اس ترجمہ کے قائلین و مویدین کی اہلسنت و جماعت سے خارج اور گستاخ رسول قرار دینے کا عظیم کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔اعلی حضرت کے نئے پرانے مخالفین ص ۸۰۔

اگر انصاف دنیا سے نہیں مٹا اور آپ کی قوتِ فیصلہ کسی غیر کی مٹھی میں نہیں ہے تو بتایئے کہ اس بے ادبی، گستاخی، کا مرتکب کون ہوا؟ احمد رضا کے خلاف یہ واضح فتوے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن اتنی بات ضرور یاد رکھیں کہ یہ فتوے دینے والے کوئی اہلسنت والجماعت دیو بند سے متعلق نہیں بلکہ یہ حضرات مسلک رضا کا دم بھرنے والے ہیں۔

اپنے دامن کے لئے خار، چنے خود تم نے
اب یہ چبھتے ہیں تو پھر اس میں شکایت کیا ہے

مجھے اس مقام پر سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہنا کہ جو لوگ اپنے عیب چھپانے کے لئے دوسروں پر فتوے داغتے ہیں وہ ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر تو دیکھیں کہ ''خان صاحب'' کے بارے میں ان چشم کشا اور ناقابل تردید حقائق آخر کس بات کی غمازی کر رہے ہیں۔کس طرح بیچ بازار ان کی اصلیت کا بھانڈا پھوٹ رہا ہے اور اس انکشاف میں اصل کردار بھی انکے گھر کا بھیدی ہے۔

مقام رسالت کا ادب واحترام

(جسے بریلوی مترجمین قائم نہ رکھ سکے از خواجہ بشیر احمد مرحوم)

بریلوی حضرات کی طرف سے فاضل بریلوی کے ترجمہ کنزلایمان کی جو سب سے بڑی خوبی بتائی گئی وہ یہ ہے کہ اس میں مقام رسالت کا ادب واحترام کا خیال رکھا گیا ہے جو باقی تراجم میں مفقود ہے زیرنظر مضمون صرف ایک جھلک کے طور پر ہے کہ جس بنیاد پر باقی تراجم کو گستاخی والا کہا گیا۔خود مولوی احمد رضا خان صاحب کے ترجمے میں بھی اس قسم کے جملے ہیں بلکہ دیگر بریلوی مترجمین نے بھی ایسے ترجمے کیے ہیں۔اس قسم کے جملے اگر ہم سنیوں کے ترجموں میں ہوں تو بریلوی ان کا گستاخی کہتے ہیں اور ''ان کے اپنے ترجموں میں ہوں تو ادب'' یہ عجیب معیار ہے ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی آیت

پ۱۴ سورۃ الحجر آیت نمبر ۹۹

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین

اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔

(کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن ص ۳۹۸ مطبوعہ چاند کمپنی اردو بازار لاہور)

تبصرہ:۔

اس آیت کا خطاب براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے جیسا کہ اوپر سے کئی آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کیا جا رہا ہے۔مولانا احمد رضا خان صاحب نے اس آیت کے ترجمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مرتے دم تک کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

دوسری آیت

پ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۹۸۔

وتراھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون .

اور تو انہیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور انہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا۔

(کنزالایمان ترجمۃ القرآن ص ۲۶۲)۔

نقد و تبصرہ:۔

اس آیت کے ترجمہ میں مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے (تو) کا لفظ استعمال کیا ہے۔

تیسری آیت

پ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۷۔

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوباً عندھم فی التوراۃ والانجیل

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔

(کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن ص ۲۵۳)

نقد و تبصرہ:۔

اس آیت کے ترجمہ میں مولانا احمد رضا کان صاحب بریلوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بے پڑھے کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

چوتھی آیت

پ۲۶ سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۹۔

قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری مایفعل بی ولا بکم ان اتبع الا ما یوحیٰ الی وما انا الا نذیر مبین .

تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا۔
(کنزالایمان ص۷۵۲)

تبصرہ:۔

اس ترجمے میں نبی ﷺ کیلئے ''انوکھا'' کالفظ استعمال کیا گیا ہے۔

پانچویں آیت

پ۲۹ سورہ الحاقہ ۶۹ آیت نمبر ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین فما منکم من احد عنه حٰجزین

اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے ف۴۸ ضرور ہم ان سے بقوت بدلہ لیتے پھر ان کی رگ دل کاٹ دیتے ف۴۹ پھر تم میں کوئی ان کا بچانے والا نہ ہوتا۔
(کنزالایمان ۸۵۱)

ان آیات کی تفسیر مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر خزائن العرفان سے ملاحظہ فرمائیں حاشیہ ف۴۸: جو ہم نے نہ فرمائی ہوتی تو۔ حاشیہ ف۴۹ جس کے کاٹتے ہی موت واقع ہو جاتی ہے۔
(ان آیات کا ترجمہ وتفسیر مفسر قرآن ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازھریؒ کی مشہور زمانہ تفسیر ضیاء القرآن سے بھی ملاحظہ فرمائیں)

ترجمہ ضیاء القرآن

اگر وہ خود گھڑ کر بعض باتیں ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کو دایاں ہاتھ پکڑ لیتے پھر ہم کاٹ دیتے اسکی رگ دل ف۲۴ پھر تم میں سے کوئی بھی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا ف۲۵ تفسیر ضیاء القرآن ملاحظہ فرمائیں۔

اس آیت میں مقام نبوت کی نازک اور گراں ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے یعنی جس کی نبوت کو ہم معجزات اور دلائل سے ثابت کر دیں وہ ہرگز ہرگز اپنے رب کے کلام میں اپنی طرف

سے کوئی ملاوٹ نہیں کرتا بفرض محال اگر وہ اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کر دے تو یہ کوئی معمولی سا جرم نہیں جس کا نوٹس نہ لیا جائے یا جس سے اغماض برتا جائے بلکہ یہ تو اتنا بڑا گناہ اور سنگین جرم ہے کہ اگر اسے گوارا کرلیا جائے تو سلسلہ نبوت کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا کسی کو نبی کی بات پر وثوق اور اعتماد ہی نہیں رہے گا اس لیے بفرض محال اگر ہمارا کوئی فرستادہ ایسی حرکت کرے تو ادنی توقف کے بغیر ہمارے انتقام کی تلوار بے نیام ہو جائے گی اور آن واحد میں اس کی رگ دل کاٹ کر رکھ دی جائے گی تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی خدا کا بھیجا ہوا نبی بھی ایسی قبیح حرکت کرے تو عذاب الہی ایک لحظہ بھی اسے مہلت نہیں دیتا فوراً اسے فنا کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔

مزید آگے لکھتے ہیں

''غیرت خداوندی اپنے مقربین سے اس قسم کی غلطی کو برداشت نہیں کرتی جھوٹا تو پہلے ہی جھوٹا ہے اس کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کیا جاتا البتہ اس کے جھوٹ کو ثابت کرنے کے لیے دیگر دلائل سے کام لیا جاتا ہے جن سے ہر دانش منداس کو جھوٹا سمجھنے لگا''

تبصرہ:۔

درج بالا حوالوں میں درج ذیل الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں۔

(۱) ہم ان سے باقوت بدلہ لیتے (۲) رگ دل کاٹ دیتے (۳) نبی بھی ایسی قبیح حرکت کرے

چھٹی آیت

پ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۲۴

ام یقولون افتریٰ علی اللہ کذبا فان یشاء اللہ یختم علی قلبک

یا ف ۲۷ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ف ۳۷ اور اللہ چاہے تو تمہارے اوپر اپنی رحمت وحفاظت کی مہر فرمادے ف ۴۷۔ (کنزالایمان)

اس آیت کا ترجمہ جو پیر کرم شاہ صاحب نے کیا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمالیں ''کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے پس اگر اللہ چاہتا تو مہر لگا دیتا آپ کے دل پر تفسیر ضیاء القرآن

ساتویں آیت

پ۳۰ سورہ عبس آیت نمبر ۱ تا ۱۰

بس وتولی ان جاء ہ الاعمیٰ وما یدریک لعلہ یزکیٰ اویذکر فتنفعہ الذکریٰ اما
ن استغنی فانت لہ تصدیٰ وما علیک الا یزکی واما من جاءک یسعیٰ وھو
خشیٰ فانت لہ تلھیٰ

تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا ف ۱ اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا ف ۳ اور تمہیں کیا
علوم شاید وہ ستھرا ہو ف ۴ یا نصیحت لے تو اسے نصیحت فائدہ دے وہ جو بے پرواہ بنتا ہے ف ۵ تم اس
کے تو پیچھے پڑتے ہو ف ۶ اور تمہارا کچھ زیاں نہیں اس میں کہ وہ ستھرا نہ ہو ف ۷ اور وہ جو تمہارے حضور
تا آیا ف ۸ اور وہ ڈر رہا ہے ف ۹ تو اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو یوں نہیں۔

قدوتبصرہ:۔

ولانا احمد رضا نے ان آیات کے ترجمہ میں حضور اکرم ﷺ کے لیے کیسے کیسے الفاظ استعمال کیے ہیں
ثلاً تیوری چڑھائی۔ اور تمہیں کیا معلوم۔
اتم اس کے تو پیچھے پڑتے ۴ تو اسے چھوڑ کر ۵ یوں نہیں
ارئین کرام!
ر محمد کرم شاہ صاحب ایم اے الازہریؒ نے ان آیات کا جو ترجمہ کیا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

چیں بہ جبیں ہوئے اور منہ پھیر لیا (اس وجہ سے کہ) ان کے پاس ایک نابینا آیا ف ۲ اور
آپ کیا جانیں شاید وہ پاکیزہ تر ہو جاتا ف ۳ یا وہ غور وفکر کرتا تو نفع پہنچاتی اسے نصیحت ف ۴ لیکن وہ جو
پرواہ نہیں کرتا آپ اس کی طرف تو توجہ کرتے ہیں اور آپ پر کوئی ضرر نہیں اگر وہ نہ سدھرے اور جو آپ
کے پاس آیا ہے دوڑتا ہوا اور وہ ڈر بھی رہا ہے آپ اس سے بے رخی برتتے ہیں ف ۵ تفسیر ضیاء القرآن
ص ۴۹۱ میں ان آیات کے شان نزول کے متعلق لکھا ہے: ایک روز بارگاہ رسالت میں روسا قریش عتبہ
شیبہ پسران ربیعہ ابوجہل امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ حاضر تھے حضور ﷺ انہیں دعوت اسلام دے رہے

تھے کہ اچانک عبداللہ ابن ام مکتومؓ آگئے اور آداب مجلس کی رعایت کیے بغیر عرض کرنے لگے یارسول اللہ اقرانی وعلمنی مما علمک اللہ یارسول اللہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو سکھایا ہے مجھے بھی وہ سکھایئے اور مجھے پڑھ کر سنایئے ان کا یہ انداز گفتگو حضور سرور عالم ﷺ کو ناگوار گزرا ناگواری کے آثار چہرہ مبارک پر بھی نمایاں ہوئے جبین سعادت پر شکن پڑ گئے اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہ ہوا اسی وقت یہ آیات نازل ہوئیں

ترجمہ ضیاء القرآن ص ۴۹۱ تا ۴۹۳ ج ۵

درخواست

اہل السنۃ سے گزارش ہے کہ اپنے علاقہ کے اہل بدعت کے اشکالات اور شکوک سے متعلق ہمیں ضرور آگاہ فرمائیں نیز ان حضرات سے بھی گزارش ہے جو اپنے آپ کو بریلوی کہلاتے ہیں کہ وہ بدعات ورسومات اور علمائے دیوبند کے متعلق اپنے ذہنوں میں پائے جانے والے خلجان کے بارے میں ہمیں لکھیں ہم ان کے خلجان کے ازالہ کی کوشش کریں گے۔ وہ یقین فرمالیں کہ ان کی تحریر سنجیدہ ہوگی تو جواباً لکھی جانے والی تحریر بھی سنجیدہ ہوگی۔ (ادارہ)

محدود سٹاک

اہم اعلان بریلوی حضرات کی چند اہم حوالہ جاتی کتب محدود تعداد میں دستیاب ہیں ☆ ''دیوان محمدی'' جس میں نبی ﷺ کو جگہ جگہ خدا کہا گیا ہے (معاذ اللہ) ☆ ''تنویر الحجہ'' جس میں بریلوی حضرات نے حج کے ملتوی ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور تقریباً 40 مفتیوں کے دستخط موجود ہیں ☆ ''قہر القادر'' جس پر قائد اعظم پر کفر کا فتوی اور دیگر کارکنوں کے لئے جہنم کی وعید۔۔۔ ☆ ''مسلم لیگ کی بخیہ دری'' جس میں بریلوی حضرات نے مسلم لیگ کے لیڈروں اور کارکنوں پر منافقت کے فتوے اور جہنم کی وعیدیں سنائی ہیں

دست وگریباں

محمد سفیان معاویہ جھنگ

اعلیٰ حضرت کے خلاف مولوی شفیع اوکاڑوی بریلوی کا فتویٰ:

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں کہ ''سیاہ خضاب کو حدیث میں فرمایا کہ کافر کا خضاب ہے دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا یہ حرام ہے جواز کا فتویٰ باطل و مردود ہے ہمارا مفصل فتویٰ اس بارے میں مدت کا شائع ہو چکا ہے

(احکام شریعت ص ۱۳۸ مطبوعہ ممتاز اکیڈمی لاہور)

مولوی شفیع اوکاڑوی بریلوی لکھتے ہیں کہ ''مشتہر اینڈ کمپنی سے گزارش ہے کہ آپ صرف سیاہ خضاب کے پیچھے کیوں پڑے ہو صرف اس کی حرمت کے قائل کیوں ہو جبکہ نبی کریم ﷺ مطلقا خضاب کو خواہ کسی رنگ کا ہو مکروہ سمجھتے تھے''

(مسئلہ سیاہ خضاب ص ۴۶ بحوالہ حرمت خضاب سیاہ)

''مولانا شفیع اوکاڑوی سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے

(حرمت خضاب سیاہ ص ۵)

اعلیٰ حضرت پر مفتی اقتدار احمد نعیمی کا فتویٰ:

اعلیٰ حضرت کے ملفوظات میں لکھا ہے:

عرض: اللہ صاحب کہنا کیسا ہے؟

ارشاد: جائز ہے

(ملفوظات ص۲۸۱)

مفتی اقتدار احمد نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

اللہ کو آقا، سیدنا، سردار اور صاحب لکھنا یا اللہ صاحب یا اللہ سائیں کہنا گستاخی اور گناہ ہے۔

(شرعی استفتاء ص۲۹)

اعلیٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہاں

وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث

(حدائق بخشش ص۱۳۶)

مفتی اقتدار احمد نعیمی لکھتے ہیں:

یہ اشعار کسی صورت منقبت غوث پاک ہو سکتے ہی نہیں ورنہ مخالفت قرآن مجید لازم آئے گی۔

(شرعی استفتاء ص۱۹)

نوٹ:

مندرجہ بالا اشعار گولڑہ شریف کے گدی نشین پیر نصیر الدین نے منقبت غوث اعظم کے حوالے سے اعلیٰ حضرت بریلوی کے نام سے نقل کئے ہیں۔

(لطمۃ الغیب ص۲۵۴)

اعتذار:

صفحہ نمبر ۳۰ پر لفظ نومبر 1987ء کمپوزر کی غلطی سے 1977ء لکھا گیا ہے۔

صفحہ نمبر ۴۳ پر لفظ اہل بدعت کے مناظر کی بجائے اہل سنت کے مناظر لکھا گیا ہے۔

صفحہ نمبر ۴۶، ۴۵ پر لفظ پینترا کی بجائے تیرا بدلا لکھا گیا ہے۔

فارم برائے تحریری توحید وسنت کورس

نام ______________ ولدیت ______________

دینی تعلیم ______________ عصری تعلیم ______________

پتہ ______________

عمر ______________

کیا پہلے کسی قسم کے کورس میں شرکت کی ہے ______________

فون نمبر (خواتین اپنے محرم کا نمبر لکھیں) ______________

مستقل رہائش ______________

عارضی رہائش ______________

کیا آپ کسی شیخ سے بیعت ہیں (اگر ہیں تو شیخ کا نام تحریر فرمائیں ______________

دستخط محرم (برائے خواتین) ______________ دستخط ______________

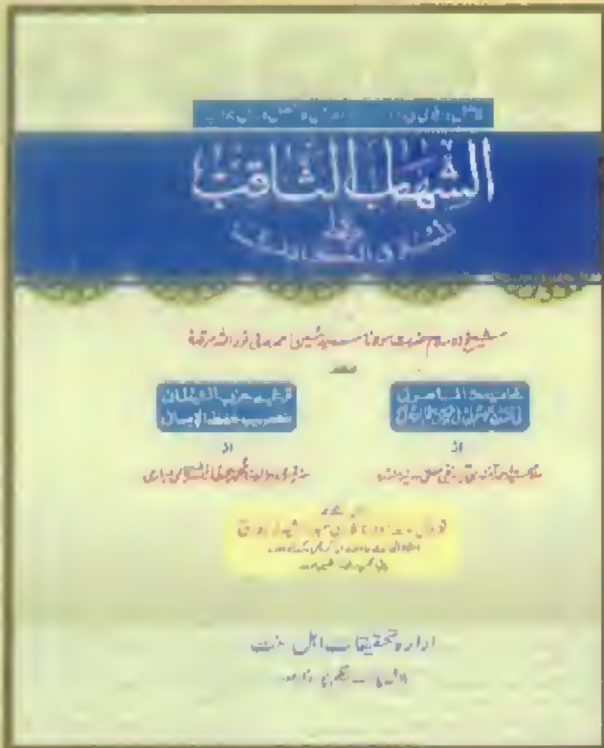
ہدایات برائے خواتین

۱۔ خواتین اپنے کسی محرم رشتہ دار سے ہر خط پر دستخط کرائیں۔

۲۔ خواتین فارم پر اپنا فون نمبر بالکل مت لکھیں بلکہ اپنے کسی محرم رشتہ دار کا نمبر لکھیں جس کے ذریعے کوئی پیغام دیا جاسکے۔ (کسی عذر کی صورت میں شعبہ خواتین سے راہنمائی حاصل کریں)

۳۔ خواتین کی تمام خط وکتابت شعبہ خواتین کے زیر اہتمام ہوگی جو مستند عالمات کے تحت ہے

۴۔ خواتین اپنا نام خطوط میں قطعاً نہ لکھیں بلکہ جاری کردہ رول نمبر لکھیں۔ اپنا نام صرف فارم پر لکھیں نیز اپنے محرم رشتہ دار سے دستخط بھی کرائیں۔


الشہاب الثاقب
ادارہ تحقیقات اہل سنت


تحذیر الناس
ایک تحقیقی مطالعہ
سید شجاعت علی شاہ گیلانی
ادارہ تحقیقات اہل سنت


فتوحات نعمانیہ


اظہارِ حقیقت میں تاخیر جرم ہے!
ادارہ تحقیقات اہل سنت


دارالکتاب

Khilafat E rashida Media

Magzine Site:

www.Rahesunnat.tk
www.rahesunnat.blogspot.com

Useful Site:

www.thelastprophet.com
www.lastprophet.tk
www.shahbanekhatmenabuwat.blogspot.com
www.kr-hcy.tk
www.realitymediapk.tk
www.haqcharyaar.tk
http://downlaodbayyan.blogspot.com/
www.shaheedeislam.com
http://www.haqforum.com/
www.ahlehaq.com
http://www.alqalamonline.com/
http://khanqah.com/
http://darulifta-deoband.org/
http://rahesunnat.wordpress.com

Contact :

Ghulam.e.shahaba@gmail.com